مکتبہ افکارِ رضا

علم کے پیاسے لوگ



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)

AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

علم کے پیاسے لوگ



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ماجری منہ وما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب:	علم کے پیاسے لوگ
کاوش:	سید کامران عطاری مدنی
صفحات:	108
اشاعت:	2024
مکتبہ:	مکتبۃ افکارِ رضا
رابطہ:	+923155322470

فہرست

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

پیشِ لفظ

دینِ اسلام میں علم اور تحصیلِ علم کی بڑی اہمیت و فضیلت ہے، علمِ دین اسلام کی حیات اور اس کا ستون ہے، علم عبادت سے افضل ہے، ایک گھڑی علم حاصل کرنا ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے، علم وہ عظیم صفت ہے کہ اس کی بدولت انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا۔ اور علم حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ مطالعہ کُتب ہے۔ وسیع اور دقیق مطالعہ کے بغیر انسان کا ذہن، ادراک کی اس سطح تک رسائی نہیں پاسکتا جہاں سے وہ مفید و مضر اور اعلیٰ وادنیٰ کے درمیان فرق جان سکے، دینی مدارس طالبِ علمِ دین کو علم و دانش کی دہلیز فراہم کرتے ہیں، لیکن علم کی طلب کا اصل سفر اس کے بعد شروع ہوتا ہے جسے طالب علم نے اپنے شوق اور ذوقِ مطالعہ سے پورا کرنا ہوتا ہے۔

ربِّ کائنات نے انسان کو عقل و شعور سے نوازا ہے، عقل و شعور کی نشو و نما کے لیے مطالعہ کُتب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جس طرح غذا صحت کے لیے ناگزیر ہے، اسی طرح روحانی اور فکری ارتقاء کے لیے مطالعہ کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے، جس طرح غذا کے بغیر ہمارا جسم لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے، ویسے ہی مطالعہ کے بغیر انسانی عقل و شعور پر بھی زوال طاری ہو جاتا ہے۔

✿ مطالعہ نہ صرف ذاتی ترقی کا باعث ہے بلکہ مذہب وملت اور معاشرے کی تعمیر وترقی کا بھی اہم عنصر ہے۔ مطالعہ کی اہمیت یوں بھی واضح ہے کہ انسان اس کے ذریعے آہستہ آہستہ اپنی معلومات میں وسعت پیدا کرتا ہے جس کی بدولت اس کی فکر و نظر کا زاویہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ الغرض، مطالعہ استعداد کی کنجی اور صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا بہترین آلہ ہے۔

✿ مطالعہ انسان کو مختلف قوموں کے حالات اور ان کی تہذیب و ثقافت وغیرہ سے آگاہی بخشتا ہے۔ اسی آگاہی کے تناظر میں انسان اپنی اور دیگر تہذیبوں کا تقابل کرتا ہے اور وجہِ ترجیح تلاش کرتا ہے۔ اب یا تو اپنی تہذیب پر مزید پختہ ہو جاتا ہے یا پھر اسے خیر باد کہہ کر دوسری تہذیب کو اختیار کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے اسلام کی روشن وتابناک تعلیمات کے مطالعہ کے بعد لاکھوں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ اپنے باطل ادیان، بے حیاو غیر انسانی تہذیب وتمدن کو چھوڑ کر اسلام کے دامنِ امن سے وابستہ ہو گئے۔

✿ مطالعہ کی برکت سے انسانی عقل و شعور میں اضافہ ہوتا ہے جس سے قوتِ فیصلہ مضبوط اور گفتار جامع ہو جاتی ہے، قلبی و ذہنی پاکیزگی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے، مطالعہ کی عادت انسان کو بے جا فکروں سے نجات دیتی ہے، دماغی تراوٹ اور ذہنی سکون رہتا ہے، اس کے سبب انسان کی تحریری صلاحیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے نیز انسان کی گفتگو میں شائستگی اور تہذیب کا رنگ جھلکتا ہے۔

✿ مطالعہ انسان کو فصاحت و بلاغت عطا کرتا ہے، جس کے سبب زبان کی لغزشیں کم جبکہ بصیرت بلند ہو جاتی ہے، مطالعہ کا شوق ایسا خوبصورت نشہ ہے جو دن بدن بڑھتا ہے جس سے علم میں اضافہ اور دنیا کے نت نئے اُمور سے آگاہی ہوتی رہتی ہے، دلچسپ نکات اور حیرت انگیز معلومات دل و دماغ کو تازگی فراہم کرتے ہیں۔

✿ مطالعہ ذہن کو کھولتا ہے، نتائج سے باخبر کرتا ہے، دانائی کی باتوں پر مطلع ہونے میں مدد دیتا ہے، غور و فکر کی صلاحیت بڑھاتا ہے، علم کو پختہ کرتا ہے اور شبہات ختم کرتا ہے، خیالات مکدر ہونے سے بچاتا ہے، مطالعہ تنہا شخص کا ہم نشین، افسانہ نگار کا زورِ قلم، غور و فکر کرنے والے کے لئے دلچسپی کا سامان اور مسافر کے لئے بہترین ہم سفر ہے اور اس کے برعکس ترکِ مطالعہ اور کتب بینی سے دوری سلاستِ لسانی میں کمی، عقل میں فتور اور علم میں کمزوری کا باعث بنتی ہے، یوں سمجھیں ذہن کو زنگ لگ جاتا ہے۔

کتاب انسان کی بہترین دوست ہے۔ کتب بینی انسان کی زندگی میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ کتاب دوست معاشرے میں اپنا الگ مقام رکھتے ہیں جبکہ مطالعہ کے عادی افراد اپنے حلقے میں ہر دل عزیز ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ اپنے ذخیرۂ الفاظ اور معلومات کی بنیاد پر دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ مطالعہ انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ آج بھی جو افراد اپنا رشتہ کتاب یا مطالعے سے بنائے ہوئے ہیں۔ وہ معاشرے میں نمایاں اہمیت کے حامل دکھائی

دیتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس نے کتب بینی کو شغل بنایا اور نفع بخش و صحت مند معلومات کے لیے عرق ریزی کی اپنی تالیفات وتصنیفات کی صورت میں وہ آج بھی زندہ ہے۔

علم و تحقیق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو کر، دنیا سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے والے ہر شخص کی کامیابی کا راز مطالعہ ہے، حصولِ علم اور کثرتِ مطالعہ کے بغیر کسی بھی میدان میں حقیقی کامیابی ممکن نہیں، اس حوالے سے ہمارے سلف صالحین اور اکابر علمائے امت کا کردار اپنی مثال آپ ہے، ان حضرات کا ذوقِ مطالعہ بے مثال و بے حساب تھا، وہ بھرپور طریقے سے نہ صرف خود مطالعہ کرتے، بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے، ان حضرات کے مطالعہ کی عادت بہت پختہ تھی، وہ اپنا وقت اِدھر اُدھر کے فضول کاموں میں گزارنے کے بجائے شب و روز مطالعۂ کتب میں مصروف رہا کرتے۔

قرنِ اولیٰ سے لے کر تا حال جتنے علماء اور مصنفین گزرے ہیں، ان کی کتب آئندہ نسلوں کے لئے قیمتی علمی ورثہ ہیں۔ ان کی تحقیقات، تجربات اور معلومات سے آج بھی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کتاب سے دوستی کی اور کتب بینی کو اپنا شعار بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا ان کے فیضان سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

بزرگانِ دین کے مطالعہ کے انداز کو دیکھا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے، ان کے حالات کو دیکھا جائے تو آج کا انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے

کہ بزرگان دین نے سخت تکالیف اور سہولیات کی کمی کے باوجود مطالعہ کو نہیں چھوڑا تو ہم باوجود کثیر سہولیات کے کیونکر مطالعہ سے دور بھاگتے ہیں؟ ذیل میں ہم نے اسلاف کے شوقِ علم و ذوقِ مطالعہ کے چند واقعات **"علم کے پیاسے لوگ"** کے نام سے جمع کئے ہیں، جنہیں پڑھ کر مطالعہ کی اہمیت و ضرورت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، بزگان دین اور بڑے بڑے علما کرام کیسے کامیاب ہوئے؟ اس کامیابی کو کن مشقتوں سے حاصل کیا؟ ہمارے اسلاف اپنے علم میں اتنے پختہ کیوں تھے؟ یہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

مطالعہ کی اہمیت اور اَن گنت فوائد کے پیشِ نظر ہم نے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ اس کتاب میں مطالعہ کے حوالے سے اسلاف کے مختلف اور دلچسپ واقعات بیان کئے گئے ہیں، واقعات شامل کرتے ہوئے بزرگوں کی تاریخِ وصال کو پیشِ نظر رکھ کر ہجری سن کے حساب سے بالترتیب واقعات ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے البتہ بعض مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اس کتاب میں اختصار کے ساتھ اُن لوگوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جنہوں نے ایک کتاب کو کئی کئی دفعہ پڑھا۔ اس سے بھی مطالعہ کا ذوق پیدا ہو گا۔

اہم نوٹ: عربی سے شغف رکھنے والے قارئین کے لیے اکثر مقامات پر عربی عبارت بھی ذکر کر دی گئی ہے بہر حال عربی سے مطالعہ کرنے کا ایک اپنا ہی مزہ ہے۔ عربی کو اردو کے بعد رکھا گیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم

نے عربی کے ترجمہ کا التزام نہیں کیا بلکہ اصل واقعہ کا مفہوم اپنے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے لہذا اس کو عربی کا ترجمہ نہ سمجھا جائے۔

آخر میں کثیر التصانیف حضرات کے تذکرے کی جھلک بھی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

واقعات شروع کرنے سے پہلے کتاب کے موضوع "مطالعہ" کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ جان لیجئے۔

مطالعہ کا لغوی معنیٰ

کسی چیز کو اس سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے دیکھنا مطالعہ کہلاتا ہے۔ مطالعہ کے اور بھی معانی ہیں جیسے: غور، توجہ، دھیان وغیرہ۔[1]

قاموس مترادفات میں یہ لکھا ہے: خوض، غور، توجہ، دھیان، خیال، مشاہدہ، کتاب بینی، کتاب خوانی، کتب بینی۔[2]

اصطلاحی معنیٰ

اصطلاح میں بذریعہ تحریر مصنف یا مؤلف کی مراد سمجھنا مطالعہ کہلاتا ہے۔[3]

1 ...اردو لغت، 18/215،

2 ...قاموس مترادفات، ص1000

3 ...ابجد العلوم، 1/218-مطالعہ کیا، کیوں اور کیسے؟، ص14

مطالعہ کے حوالے سے اسلاف کے واقعات

حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (وفات 124ھ)

زوجہ کی طرف متوجہ نہ ہوتے

مشہور محدث امام محمد بن مسلم ابنِ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کے شوقِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ گھر میں اپنے گرد کتابیں رکھ کر بیٹھ جاتے اور مطالعہ کرنے میں اس طرح مصروف ہو جاتے کہ آس پاس کی خبر نہ رہتی۔ آخر کار ایک دن ان کی زوجہ محترمہ جھنجھلا کر کہنے لگیں: ”خدا کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔“

وکان إذا جلس فی بیتہ وضع کتبہ حولہ، فیشتغل بھا عن کل شیء من أمور الدنیا، فقالت لہ امرأتہ یوما: واللہ لھذہ الکتب أشد علی من ثلاث ضرائر.(1)

حضرت امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات 160ھ)

ایک حدیث کو بیس دفعہ سننے والے

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ (وفات 179ھ) فرماتے ہیں کہ جب کسی حدیث میں امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ میری مخالفت کریں تو میں ان کی اتباع کرتا



1 . . . وفیات الاعیان، 4/178

ہوں یعنی جو الفاظ اُن کے کہے ہوتے ہیں میں انہی کو روایت کرتا ہوں کیونکہ آپ ایک حدیث کو بیس (20) دفعہ سننے سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتے تھے، اور میں ایک دفعہ سن کے خوش ہو جاتا ہوں۔

وقال أبو الوليد: قال لی حماد بن زيد، قال: إذا خالفنی شعبة فی حديث، صرت إلی قوله.قلت:كيف يا أبا إسماعيل؟قال: إن شعبة كان لا يرضى أن يسمع الحديث عشرين مرة، وأنا أرضى أن أسمعه مرة[1]

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات 167ھ)

موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کرتے ہیں: اگر میں یہ کہوں کہ میں نے حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تو میں سچا ہوں گا۔ وہ یا تو حدیث بیان کرنے میں مصروف رہتے یا مطالعے میں منہمک ہوتے، یا تسبیح کر رہے ہوتے، یا نماز پڑھ رہے ہوتے، اپنے دن کو انہوں نے انہی کاموں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔[2]

یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 179ھ)

علم سے محبت اور اس کا صلہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہر وقت ایک جماعت ایسے افراد کی



1 ...سیر اعلام النبلاء، 7/219

2 ...قیمۃ الزمن عند العلماء، ص28

موجود رہتی تھی جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کرتے تھے۔ ایک دن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس جاری تھی کہ اچانک شور کی آواز سنی کہ ہاتھی آیا ہے، ہاتھی آیا ہے، مجلس کے تمام لوگ ہاتھی دیکھنے نکل پڑے لیکن یحییٰ بن یحییٰ لیثی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نہیں گئے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس عجیب و غریب جانور کو دیکھنے کے لئے کیوں نہیں گئے حالانکہ آپ کے ملک میں یہ جانور نہیں ہوتا، یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: میں اپنے ملک سے آپ کی زیارت کرنے اور آپ سے علم وہدایت حاصل کرنے آیا ہوں، ہاتھی دیکھنے کے لئے نہیں آیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ آپ کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ نے ان کو عاقلِ اہلِ اندلس کا لقب دیا۔ تحصیلِ علم کے بعد یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اندلس کی طرف واپس ہوئے تو ان کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی ان کے علم وکمال کی شہرت پھیل چکی تھی۔ چنانچہ تمام اہلِ اندلس کے مرجع بن گئے اورآپ کے سبب وہاں مالکی مذہب بھی مشہور ہو گیا۔ موطأامام مالک کی سب سے زیادہ حسن اور مشہور روایات وہ ہیں جو حضرت یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔

روی أنه كان فی مجلس الإمام مالك بن أنس رحمه الله تعالى جماعة يأخذون عنه العلم، فقال قائل: قد حضر الفيل، فخرج أصحابه كلهم للنظر إليه إلا يحيى بن يحيى الليثی الأندلسی، فإنه لم يخرج، فقال له مالك: لم لم تخرج لترى هذا الخلق العجيب فإنه لم يكن ببلادك؟ فقال: إنما جئت من

بلدی لأنظر إلیك، وأتعلم من هدیك وعلمك، ولم أجیء لأنظر إلی الفیل. فأعجب به مالك رضی الله تعالی عنه، وسماه عاقل أهل الأندلس، ثم إن یحیی عاد إلی الأندلس، وانتهت إلیه الریاسة بها. وبه اشتهر مذهب مالك فی تلك البلاد، وأشهر روایات الموطأ وأحسنها روایة یحیی[1]

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 181ھ)

ایک حدیث کے مذاکرے میں پوری رات گزر گئی

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں لکھا ہے کہ امام علی بن حسن بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں عبد اللہ بن مبارک کے ساتھ ایک ٹھنڈی رات میں مسجد سے نکلا، مسجد کے دروازے پر انہوں نے میرے ساتھ ایک حدیث کا مذاکرہ شروع کر دیا اور میں نے بھی شروع کر دیا، پھر وہ برابر مذاکرہ کرتے رہے یہاں تک کہ موذن آ گیا اور اس نے فجر کی اذان دے دی۔

وعن علی بن الحسن بن شقیق قمت مع ابن المبارك لیلة باردة لیخرج من المسجد فذاكرنی عند الباب بحدیث وذاكرته فما زال یذاكرنی حتی جاء المؤذن فأذن للفجر[2]



1 ... حیاۃ الحیوان، 2/318

2 ... تذکرۃ الحفاظ، 1/203

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 182ھ)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کے سبب سب سے زیادہ مذہبِ حنفی کی ترویج ہوئی، ایک غریب گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود اسلامی سلطنت میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے منصب تک پہنچے بلکہ مقامِ اجتہاد پر فائز ہونے تک آپ کی علم سے محبت اور علم کی خاطر قربانیاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

امام ابو یوسف کی علمی لگن

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے والد کا انتقال ہو گیا، میں اس وقت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھا تھا، میں خاموش رہا اور والد کی موت کی خبر سنی ان سنی کر دی اور درس سننے میں مصروف رہا۔ شام ہو گئی، گھر گیا تو لوگ میرے والد کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں والد کے جنازے سے تو محروم ہو گیا مگر علم کی مجلس سے محروم نہ رہا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس انہماک سے ابو یوسف نے میرے درس میں علم حاصل کیا دوسرے کسی شاگرد نے ویسا نہیں کیا۔ (1)

علم کی خاطر بیٹے کا جنازہ چھوڑ دیا

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا،

(1)... مقامات امام اعظم (مترجم)، ص: 486

میں نے کسی کو تجہیز و تکفین کی ذمہ داری سونپ دی اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے ناغہ نہ کیا کہ کہیں ایک دن کا سبق ضائع نہ ہو جائے۔

عن أبي يوسف قال: مات لي ولد فأمرت من يتولى دفنه ولم أدع مجلس أبي حنيفة خوفا أن يفوتني منه يوم۔[1]

آخری لمحات میں علمی مذاکرہ کرنا

ابراہیم بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مرضِ وفات میں ان کی عیادت کے لئے پہنچا تو دیکھا کہ ان پر غشی طاری ہے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے اپنے پاس بیٹھے دیکھا اور سوال کیا: ابراہیم! بتایئے حاجی کے لئے پیدل رَمی کرنا افضل ہے یا سوار ہو کر؟ میں نے عرض کیا: پیدل کرنا افضل ہے۔ انہوں نے اس جواب کو غلط قرار دیا تو میں نے کہا: سوار ہو کر رمی کرنا افضل ہو گا؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بھی درست نہیں۔ پھر خود ہی فرمایا: جس رمی کے بعد کوئی اور رمی کرنی ہو اس کا پیدل کرنا افضل ہے اور جس کے بعد کوئی اور رمی نہ ہو اُسے سوار ہو کر کرنا افضل ہے۔

ابراہیم بن جراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ان کے پاس سے اٹھ کر واپس جانے کے لیے ابھی دروازے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ گھر سے عورتوں



1 ... مستطرف، 1/29

کے رونے کی آواز آئی، معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اگر علمی گفتگو سے بڑھ کر کوئی نیک کام ہوتا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ضرور اس عمل میں مشغول ہو جاتے۔

عن إبراهيم بن الجراح قال: دخلت على أبي يوسف فوجدته مغمى عليه ففتح عينه فرآني فقال يا إبراهيم أيما أفضل للحاج أن يرمي راجلا أو راكبا؟ فقلت راجلا فخطأني ثم قلت: راكبا فخطأني ثم قال: ما كان يوقف عندها فالأفضل أن يرميها راجلا وما لا يوقف عندها فالأفضل أن يرميها راكبا قال فخرجت من عنده فما بلغت الباب حتى سمعت صراخ النساء أنه قد توفي إلى رحمة الله تعالى فلو كان شيء أفضل من مذاكرة العلم لاشتغل به في هذه الحالة[1]

امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 189ھ)

شوقِ مطالعہ

امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ رات جاگا کرتے تھے، آپ کے پاس بہت سی کتابیں رکھی ہوتیں، جب ایک سے اکتاہٹ ہوتی تو دوسرے فن کے مطالعے میں لگ جاتے۔ آپ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹے مار کر نیند کو دور کرتے اور فرمایا کرتے تھے: نیند



1 ...البحر الرائق، 2/376

گرمی سے ہے (لہٰذا اسے ٹھنڈے پانی سے دور کرو)۔

وکان محمد بن الحسن لا ینام اللیل، وکان یضع عندہ فی وقت التحصیل الدفاتر، وکان إذا مَلَّ من نوع ینظر فی نوع آخر، وکان یضع عندہ الماء، ویزیل نومه بالماء، وکان یقول: إن النوم من الحرارة[1]

آپ فرماتے ہیں: مجھے اپنے والد کی میراث میں تیس ہزار درہم ملے تھے۔ پندرہ ہزار میں نے علم نحو اور شعر و ادب وغیرہ کی تعلیم میں خرچ کئے اور پندرہ ہزار حدیث و فقہ کی تعلیم و تحصیل پر خرچ کئے ہیں۔

قال محمد بن الحسن: ترك أبي ثلاثين ألف درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفا على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفا على الحدیث والفقه[2]

امام محمد بن حسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں (حصولِ علم کی خاطر) تین سال سے کچھ زیادہ مدت تک رہا۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے کہ میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے سات سو (700) سے زائد احادیث سنی ہیں۔

قال محمد بن الحسن: أقمت علی باب مالك ثلاث سنین وكسرا، وكان یقول: إنه سمع منه لفظا أكثر من سبعمائة حدیث.[3]

❀✿❀✿❀✿

1 ... تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص66

2 ... تاریخ بغداد، 2/562

3 ... حدائق حنفیہ، ص153

مطالعہ کے دوران انہماک

حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعاتی انہماک کی کیفیات بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فقہی مسائل میں اس قدر دل جمعی سے لگے ہوتے کہ اگر کوئی شخص ان کو سلام کرتا تو انہماک و بے خبری میں (سلام کا جواب دینے کے بجائے) اس کو کوئی دعا دے دیتے، پھر جب وہ شخص دوبارہ سلام میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرکے (یا توجہ دلانے کے لئے آواز اونچی کرکے سلام کرتا) تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پھر وہی دعائیہ کلمات دہرا دیتے تھے۔

عن محمد بن سماعة أنه قال: كان محمد بن الحسن قد انقلع قلبه من فكره فی الفقه حتی كان الرجل يسلم عليه فيدعو له محمد فيزيده الرجل فی السلام فيرد عليه ذلك الدعاء بعينه الذی ليس من جواب الزيادة فی شیء (1)

امام ابو خازم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے نے بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنی والدہ سے پوچھا: نانا جان امام محمد کے گھر میں معمولات کیا تھے؟ والدہ نے بتایا: بیٹا! اللہ کی قسم! وہ اس گھر میں ہوتے، ان کی چاروں طرف کتابیں ہوتیں، (اس دوران) میں نے کبھی ان سے کوئی لفظ نہیں سنا البتہ میں دیکھتی تھی کہ ان کو (کوئی کام ہوتا تو) ابرو اور انگلی سے اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

(1) ... مناقب امام ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذہبی، ص82، بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن شیبانی، ص8

ومما رواہ أبو خازم أیضا قال حدثنی ابن بنت محمد بن الحسن قال قلت لأمی صفی ما کان جدی یعمل فی منزله قالت : کان واللہ یابنی یکون فی ھذا البیت وحوله الکتب ما کنت أسمع له کلمة غیر أنی کنت أراہ یشیر بحاجبه واصبعه۔[1]

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ٹھہرا، میں ساری رات نفل پڑھتا رہا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر لیٹے رہے، صبح کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر وضو کئے نماز پڑھی میں نے پوچھا: حضرت آپ نے وضو نہیں کیا؟ فرمایا: تم نے ساری رات اپنے نفس کے لئے عمل کیا اور نوافل پڑھے اور میں نے تمام رات حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی امت کے لئے عمل کیا اور کتاب اللہ سے مسائل کا استنباط کرتا رہا اور اس رات میں نے ہزار سے زیادہ مسائل کا استخراج کیا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے اپنی شب بیداری پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شب بیداری کو ترجیح دی۔[2]

حضرت ابنِ قاسم رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 191ھ)

باپ بیٹے کی انوکھی ملاقات

ابنِ قاسم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس



1 ... مناقب امام ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذہبی، ص 82

2 ... مناقب امام اعظم، کردری، 2/162

سے خود کو وابستہ کر لیا اور صبح و شام زیورِ علم و ادب سے خود کو آراستہ کرتا رہا۔ یوں تو ہر وقت ہی ہم لکھنے پڑھنے میں لگے رہتے تھے لیکن سپیدہ سحر نمودار ہونے کے وقت جب وہ مسجد نبوی کے لیے گھر سے نکل رہے ہوتے میں ان سے بطورِ خاص دو چند مسائل یا تین چار حدیثیں سماعت کر لیا کرتا تھا کیونکہ اس وقت مجھے کافی انشراحِ صدر ہوتا اور ذہن و فکر کو اس وقت سیکھنے کے لیے زیادہ آمادہ پاتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں اپنے معمول کے مطابق سَرِ صبح آیا، اور ان کے دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہی تھا کہ میری آنکھوں میں نیند اُتر آئی اور میں وہیں سو گیا۔ اسی دوران حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے لیے نکل بھی گئے اور مجھے پتہ تک نہ چلا۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر میں گھر سے ان کی ایک کالی سی کنیز نکلی اور مجھے دروازے پر سویا دیکھ کر اپنے پیر سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہنے لگی: تمہارے آقا (امام مالک) مسجد جا چکے ہیں، وہ تمہاری طرح غافل اور لاپرواہ نہیں ہیں آج کوئی انچاس (49) برس ہو گئے ہیں کہ وہ فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے ہیں۔

ابنِ قاسم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں اور میں نے اپنے آپ کو امام مالک کے درِ جُود سے ایسا مربوط کر لیا کہ کوئی سترہ (17) سال تک مسلسل پوری تن دہی، وقت کی پابندی اور ذمہ داری کے ساتھ علم و ادب کی تحصیل میں لگا رہا۔ اس دوران سوائے علم و فضل حاصل کرنے کے میں نے نہ کوئی تجارت کی اور نہ ہی کسی اور کام میں خود کو مشغول رکھا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن معمول کے مطابق میں ان کے حلقہ درس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حجاجِ مصر کا ایک قافلہ نمودار ہوا جس میں ایک نقاب پوش نوجوان بھی شامل تھا، ہمارے پاس آکر اس نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا اور پوچھا: کیا آپ لوگوں میں ابن القاسم نامی کوئی شخص ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہیں۔

یہ سن کر وہ نوجوان میرے پاس آیا اور میری آنکھیں اور میرے ہاتھ چومنے لگا جس سے ایسی خوشبو پھوٹ رہی تھی جس نے میری مشامِ جاں کو معطر کر دیا۔ مجھے ایسا لگا جیسے وہ اولاد کی خوشبو ہے پھر معلوم ہوا کہ ہاں وہ میرا اپنا بیٹا ہی ہے۔ کیونکہ حضرت ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے حصولِ علم کی خاطر نکلے اس وقت آپ کی زوجہ حاملہ تھیں۔

قال ابن القاسم: كنت أسمع من مالك كل يوم غلساً إذا خرج من المسجد ثلاثة أحاديث، سوى ما أسمع مع الناس معه بالنهار. وفي رواية: كنت آتي مالكاً غلساً، فأسأله عن مسألتين ثلاثة أربعة، وكنت اجد منه في ذلك الوقت انشراح صدر، فكنت آتي كل سحر، فتوسدت مرة في عتبته فغلبتني عيني، فنمت وخرج مالك إلى المسجد فلم أشعر به، فركضتني سوداء له برجلها وقالت لي: ان مولاك قد خرج ليس يغفل كما تغفل أنت، اليوم له تسع وأربعون سنة ما صلى الصبح إلا بوضوء العتمة. ظنت السوداء انه مولاه من كثرة اختلافه إليه. وفي جزء آخر أنخت بباب مالك

سبع عشرة سنة، ما بعت فيها ولا اشتريت شيئاً. قال: فبينما انا عنده إذ أقبل حاج مصر، فإذا شاب متلثم دخل علينا فسلم على مالك. فقال أفيكم ابن القاسم؟ فأشيرإلي فاقبل يقبل عيني ووجدت منه ريحاً طيبة، فإذا هي رائحة الولد وإذا هو ابني، وكان ترك أمه به حاملاً.(1)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 204ھ)

شوقِ علمِ دین

حمیدی کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اپنی والدہ کی پرورش میں یتیم تھا، میری والدہ کے پاس کوئی مال نہیں تھا، معلم (قاری صاحب) اس بات پر راضی ہو گئے کہ میں ان کی غیر موجودگی میں (دوسرے بچوں کا) دھیان رکھوں گا، جب میں نے قرآن پاک حفظ کر لیا تو مسجد چلا گیا اور علماء کی صحبت میں بیٹھنے لگا، میں کوئی حدیث یا مسئلہ یاد کر لیا کرتا، ہمارا گھر خیف کی گھاٹی میں تھا، (وہ حدیث یا مسئلہ) میں ہڈیوں پر لکھ لیا کرتا، جب وہ زیادہ ہو جاتیں تو میں انہیں ایک بڑے مٹکے میں ڈال دیتا تھا۔ امام مزنی فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ ”میں نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک اور 10 سال کی عمر میں مؤطا امام مالک حفظ کر لی تھی۔“

سمعت الحميدی يقول سمعت الشافعی يقول كنت يتيماً فی حجر أمی

❀✿❀✿❀✿

(1)... ترتیب المدارک 3/250

ولم يكن لها مال وكان المعلم يرضى مِنْ أَمِّي أن أخلفه إذا قام، فلما جمعت القرآن دخلت المسجد فكنت أجالس العلماء: فأحفظ الحديث أو المسألة وكانت دارنا في شعب الخيف، فكنت أكتب في العظم فإذا كثر طرحته في جَرَّةٍ عظيمة. وأخرج الخطيب من طريق المزني سمعت الشافعي يقول: حفظت القرآن وأنا ابن سبع، وحفظت الموطأ وأنا ابن عشر[1]

پاگل کون ہے؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں نے آپ کے لئے ایک کنیز خریدی جب رات ہوئی تو آپ اپنے مطالعہ میں مصروف ہوگئے، ادھر وہ کنیز آپ کا انتظار کرتی رہی مگر آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی، صبح وہ اپنے سابقہ مالک کے پاس گئی اور بولی: تم نے مجھے کسی پاگل کے ساتھ قید کردیا تھا (وہ تو میری طرف متوجہ ہی نہ ہوا)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: پاگل تو وہ ہے جو علم کی قدر جانتا ہو پھر بھی اسے ضائع کردے یا علم میں سستی کرتا رہے حتی کہ وہ علم اس سے چلا جائے۔[2]

اشترى أصحاب الشافعي له جارية، فلما كان الليل، أقبل على الدرس، والجارية تنتظر اجتماعه معها، فلم يلتفت إليها، فلما أصبحت

---

1 ... توالی التاسیس لمعالی ابن ادریس، للحافظ ابن حجر العسقلانی، ص54

2 ... الحث علی طلب العلم، ص79

سارت إلى النخاس وقالت: حبسوني مع مجنون.فبلغ الشافعي رحمه الله تعالى قولها، فقال: المجنون من عرف قدر العلم ثم ضيعه، أو توانى فيه حتى فاته.

حضرت عبید بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 228ھ)

حضرت عمار بن رجاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبید بن یعیش رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا: میں نے تیس سال تک رات کا کھانا اپنے ہاتھ سے نہیں کھایا، میری بہن مجھے لقمے کھلاتی تھی اور میں لکھتا رہتا تھا۔

قال عمار بن رجاء: سمعت عبيد بن يعيش يقول:أقمت ثلاثين سنة ما أكلت بيدي بالليل، كانت أختي تلقمني، وأنا أكتب.(1)

حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 233ھ)

حضرت ابوزکریا یحییٰ بن مَعین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات سے حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی بخوبی واقف ہے۔ وہ اسماء الرجال کے زبردست عالم اور حدیث کے فقید المثال محدث ہوئے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے متعلق یہ قول ہے کہ ”ان کی تخلیق ہی اس مقصد کے لیے ہوئی تھی کہ جھوٹی احادیث گھڑنے والوں کے جھوٹ کو بے نقاب کر



(1)... سیر اعلام النبلاء، 1/459

دیں، جس حدیث کو یحییٰ بن معین نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔“

قال أحمد بن حنبل: يحيى بن معين رجل خلقه الله لهذا الشأن، يظهر كذب الكذابين، وكل حديث لا يعرفه يحيى ليس بحديث.[1]

شوقِ علمِ حدیث

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں کہ ایک حدیث جب تک تیس سے زائد سندوں سے نہ لکھی جائے ہم اسے قبول نہیں کرتے، ہم نے احمد بن عقبہ سے روایت کی کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ: میں نے اپنے ان ہاتھوں سے چھ لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ ابنِ عقبہ کہتے ہیں: میرے خیال میں محدثین نے ان کے لیے چھ لاکھ اور چھ لاکھ احادیث لکھی ہیں یحییٰ بن معین نے ایک سو چودہ بستے اور چار بڑے گھڑے بھری کتابیں اپنے پیچھے چھوڑیں۔ والد سے ترکہ میں کوئی ایک لاکھ پچاس ہزار درہم ملے سارا کا سارا علمِ حدیث کی طلب میں خرچ فرما دیا۔ حتی کہ ایک جوتا بھی اپنے پہننے کو باقی نہ رکھا۔

قال يحيى: لو لم يكتب الحديث من ثلاثين وجهًا ما علقناه. و روينا عن أحمد بن عقبة، قال: سمعت يحيى بن معين يقول: كتبت بيدى هذه ستمائة ألف حديث. قال ابن عقبة: وأظن المحدثين كتبوا له ستمائة ألف وستمائة ألف. وقال محمد بن عبد الله: خلف يحيى من الكتب مائة قمطرًا وأربعة عشر قمطرًا وأربعة جباب مملوءة كُتبًا. وقال على بن

1 ... تہذیب الاسماء واللغات، 2/157

المدینی: ما أعلم أحدًا کتب من الحدیث ما کتب یحیی بن معین، وخلف والدہ معین لیحیی ألف ألف درھم وخمسین ألف درھم أنفقھا کلھا فی الحدیث، حتی لم یبق لہ نعل یلبسھا [1]

حضرت محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی256ھ)

کھانے کا بھی ہوش نہ رہا

مشہور مالکی عالم و محدث حضرت محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک حیرت انگیز واقعہ ملتا ہے کہ آپ رات کے وقت کتاب کی تالیف میں مشغول تھے، اُمِّ قدام نامی آپ کی باندی کھانا لے کر حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔ باندی پر جب انتظار کی گھڑیاں طویل ہوگئیں تو اس نے خود ہی لقمے بنا کر اُن کے منہ میں ڈالنا شروع کر دیئے۔ اسی مصروفیت میں ساری رات گزر گئی، حتی کہ فجر کی اذان ہونے لگی۔ جناب محمد بن سحنون علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے ام قدام! ہم رات میں تم سے غافل ہوگئے، لاؤ اب کھانا دے دو۔ باندی نے کہا: میرے آقا! بخدا! میں نے رات ہی آپ کو کھانا کھلا دیا تھا!۔ انہوں نے فرمایا: مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا۔

کانت لہ سریۃ یقال لھا أم قدام. فکان عندھا یوماً، وقد شغل فی تألیف کتاب الی اللیل، فحضر الطعام، فاستأذنتہ، فقال لھا: أنا مشغول



1 ... تھذیب الاسماء واللغات، 1/ 20

الساعة. فلما طال عليها، جعلت تلقمه الطعام، حتى أتت عليه. وتمادى هو على ما هو فيه الى أن أذن لصلاة الصبح. فقال: شغلنا عنك الليلة يا أم قدام. هات ما عندك. فقالت قد والله يا سيدى ألقمته لك. فقال لها: ما شعرت بذلك[1]

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 256ھ)

چھوٹی سی عمر میں سندِ حدیث پر نظر

تاریخِ اسلام کے عبقری اعظم اور چمنِ حدیث کے گلِ جاوداں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عالَم یہ ہے کہ وہ خود فرماتے ہیں: میں چھوٹی سی عمر میں محدّث داخلی وغیرہ کے پاس جانے لگا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ سندِ حدیث بیان کرتے ہوئے کہنے لگے: سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم۔ میں نے ان سے کہا: حضرت! ابوزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کی ہے۔ انھوں نے مجھے جھڑکا۔ میں نے عرض کی: اگر آپ کے پاس اصل موجود ہے تو دیکھ لیجئے۔ گھر میں جاکر جب اصل دیکھ آئے تو کہنے لگے: لڑکے! بتاؤ پھر یہ راوی کون ہیں؟ میں نے کہا: زبیر بن عدی۔ چنانچہ مجھ سے قلم لے کر اپنی کتاب کی تصحیح کی اور فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا۔ امام بخاری سے جب پوچھا گیا کہ اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟ فرمانے لگے: یہی کوئی گیارہ سال۔



1 ... ترتیب المدارک، 4/215

فجعلت اختلف إلى الداخلی وغیرہ، وقال یوما: فیما کان یقرأ للناس سفیان عن أبی الزبیر عن إبراھیم. فقلت له یا أبا فلان إن أبا الزبیر لم یرو عن إبراھیم. فانتھرنی. فقلت له: ارجع إلى الأصل إن کان عندك، فدخل ونظر فیه ثم خرج فقال لی: کیف ھو یا غلام؟ قلت ھو الزبیر بن عدی عن إبراھیم. فأخذ القلم منی وأحکم کتابه فقال صدقت. فقال له بعض أصحابه ابن کم کنت إذ رددت علیه؟ فقال ابن إحدی عشرة[1]

محمد بن ابو حاتم بیان کرتے ہیں: میں ایک سفر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا آپ رات کو پندرہ، بیس مرتبہ اٹھتے، چراغ جلاتے اور احادیث پر کچھ نشان لگا کر لیٹ جاتے۔

محمد بن أبی حاتم الوراق قال: کان أبو عبد اللہ إذا کنت معه فی سفر یجمعنا بیت واحد إلا فی القیظ أحیانا، فکنت أراہ یقوم فی لیلة واحدة خمس عشرة مرة إلى عشرین مرة فی کل ذلك یأخذ القداحة فیوری نارا بیدہ ویسرج ثم یخرج أحادیث فیعلم علیھا، ثم یضع رأسه[2]

امام بخاری نے تین دن تک گھاس کھائی

امام محمد بن ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا: میں حضرت آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم حاصل کرنے



1 ... تاریخ بغداد، 2/7

2 ... تاریخ بغداد، 2/14

گیا، میرا خرچ پہنچنے میں تاخیر ہوگئی تو میں گھاس کھانے لگا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہونے دی، جب تیسرا دن ہوا تو میرے پاس ایک اجنبی آیا، اس نے مجھے دیناروں کی ایک تھیلی دی اور کہا: اپنے اوپر خرچ کرو۔

وقال محمد بن أبي حاتم: سمعت البخاري يقول: خرجت إلى آدم بن أبي إياس، فتخلفت عني نفقتي، حتى جعلت أتناول الحشيش، ولا أخبر بذلك أحدا. فلما كان اليوم الثالث أتاني آت لم أعرفه، فناولني صرة دنانير، وقال: أنفق على نفسك.[1]

زمانہ طالب علمی میں افلاس

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رفیقِ درس عمر بن حفص الاشقر بیان کرتے ہیں: ہم بصرہ میں محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ حدیث لکھا کرتے تھے، چند دن تک امام بخاری نہ آئے تو ہم انہیں تلاش کرنے لگے، وہ ہمیں ایک مکان میں بے لباس ملے (یعنی اتنا لباس نہ تھا کہ پہن کر باہر نکل سکیں) جو کچھ ان کے پاس تھا سب ختم ہو چکا اور کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا، چنانچہ ہم لوگوں نے مل کر رقم جمع کی اور ان کے لیے کپڑے خرید کر انہیں پہنائے آخر کار وہ دوبارہ سے ہمارے ساتھ درسِ حدیث میں شامل ہو گئے۔

عمر بن حفص الأشقر يقول: كنا مع محمد بن إسماعيل بالبصرة نكتب الحديث، ففقدناه أياما فطلبناه فوجدناه في بيت وهو عريان وقد

[1] ...سیر اعلام النبلاء 12/448

نفد ما عندہ، ولم يبق معه شيء، فاجتمعنا وجمعنا له الدراهم حتى اشترينا له ثوبا وكسوناه، ثم اندفع معنا في كتابة الحديث[1]

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دور میں ہی ستر ہزار احادیث یاد کیں، ایک ہزار اساتذہ کرام سے علمِ حدیث حاصل کیا، اس کے ساتھ کثرت سے نوافل پڑھتے اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔[2]

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 256ھ)

کتابیں سوکن لگتی ہیں

حضرت زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری بھانجی نے گھر کے لوگوں سے کہا: میرے خالو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین آدمی ہیں، یہ نہ تو اپنی بیوی پر سوکن لائے اور نہ کوئی کنیز رکھی، لیکن آپ کی بیوی نے کہا: خدا کی قسم! یہ کتابیں تو مجھ پر تین سوکنوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔

حدثنا الزبير بن بكار، قال: قالت ابنة لأختي لأهلنا: خالي خير رجل لأهله لا يتخذ ضرة، ولا يشتري جارية، قال: تقول المرأة: والله لهذه الكتب أشد علي من ثلاث ضرائر[3]



1 ... تاریخ بغداد، 2/13

2 ... سیر اعلام النبلاء، 10/303

3 ... تاریخ بغداد، 9/491

محمد بن یحییٰ الذہلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 258ھ)

سخت گرمی میں مطالعہ

امام ابوزکریا بن محمد بن یحییٰ نے کہا: میں سخت گرمی کے موسم میں قیلولہ کے وقت اپنے والد محمد بن یحییٰ ذہلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا، وہ اس وقت اپنے کتب خانہ میں تھے، (کمرے میں تاریکی کے سبب) ان کے سامنے چراغ جل رہا تھا اور ابا جان لکھنے میں مصروف تھے، میں نے عرض کی: ابا جان! یہ سخت گرمی کا دن اور قیلولہ کا وقت ہے، چراغ کا دھواں دن کے وقت آپ کو تکلیف دے گا، آپ اپنے آپ کو کچھ راحت کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا: بیٹا! تم یہ بات کہہ رہے ہو جبکہ میں اس وقت نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، آپ کے صحابہ اور تابعین علیہم الرضوان کے ساتھ ہوں۔ (یعنی ان کی باتیں پڑھ لکھ رہا ہوں)

أبو زكريا يحيى بن محمد بن يحيى يقول: دخلت على أبي في الصيف الصائف وقت القائلة، وهو في بيت كتبه وبين يديه السراج، وهو يصنف. فقلت: يا أبة، هذا وقت الصلاة، ودخان هذا السراج بالنهار، فلو نفست عن نفسك؟ فقال لي: يا بني تقول هذا وأنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأصحابه، والتابعين(1)



1... تھذیب الکمال 26/627، تاریخ بغداد، 3/190

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی261ھ)

وفات کا سبب

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے مجلسِ مذاکرہ کے دوران ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا، اتفاق سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ حدیث یاد نہ تھی، وہاں سے اٹھ کر مکان پر تشریف لائے، آپ کے سامنے کھجوروں کا ٹوکرا رکھ دیا گیا، آپ حدیث تلاش کرنے میں مگن ہوئے اور ساتھ ایک ایک کھجور بھی تناول کرنے لگے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، حدیث بھی مل گئی اور (بے خبری میں) کھجوروں کا ٹوکرا بھی ختم ہو گیا۔ کہا گیا کہ یہی واقعہ ان کی وفات کا سبب بنا۔

وقال الحاكم سمعت أبا الفضل محمد بن إبراهيم سمعت أحمد بن سلمة يقول عقد لمسلم مجلس المذاكرة فذكر له حديث فلم يعرفه فانصرف إلى منزله وقدمت له سلة فيها تمر فكان يطلب الحديث ويأخذ تمرة تمرة فأصبح وقد فنى التمر ووجد الحديث. زاد غيره فكان ذلك سبب موته [1]

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی277ھ)

آقا کریم نے بینائی لوٹا دی

حضرت امام یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک گھر سے دور رہ

❀✿❀✿❀✿

1 ... تھذیب التھذیب، 10/127

کر تحصیلِ علم کرتے رہے، خود فرماتے ہیں: میں علمِ حدیث کی طلب میں ایک شہر گیا وہاں ایک بزرگ کے پاس میرا قیام کچھ طویل ہو گیا، میرے پاس خرچ بھی کم رہ گیا تھا اور میں اپنے شہر سے دور بھی بہت تھا، میں رات میں لکھتا اور دن میں ان بزرگ سے پڑھتا تھا، ایک سخت سردی کی رات میں لکھ رہا تھا کہ اچانک میری آنکھوں میں پانی اتر آیا، اب نہ مجھے چراغ نظر آرہا تھا نہ کتابیں، اب بینائی جانے، گھر سے دور ہونے اور پھر علمی مقصد فوت ہونے پر میرے آنسو نکل پڑے اور میں شدت سے رونے لگا، روتے ہوئے میری آنکھ لگ گئی، خواب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، فرمایا: یعقوب کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! غمزدہ اس بات پر ہوں کہ آپ کی حدیث کی کتابیں مجھ سے رہ گئیں اور پھر ہوں بھی اپنے شہر سے دور پردیس میں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اپنا مبارک ہاتھ میری آنکھوں پر رکھا گویا کچھ پڑھ رہے ہیں، میری آنکھ کھلی تو بینائی واپس آچکی تھی، چنانچہ میں اٹھ بیٹھا اپنے نسخے پکڑے اور دوبارہ سے لکھنا شروع کر دیا۔[1]

يعقوب بن سفيان يقول: كنت في رحلتي في طلب الحديث فدخلت إلى بعض المدن فصادفت فيها شيخاً احتجت إلى الإقامة عليه، وكانت نفقتي قلَّت وبعدتُ عن الوطن، فكنت أدمن المكتبة ليلا وأقرأ عليه نهارًا،

❶ ... تہذیب التہذیب، 11/385

فبينا أنا أنسخ ليلة وقد تصرم الليل فنزل الماء في عيني فلم أبصر السراج ولا الكتب، فبكيت على نفسي لانقطاعي وعلى ما فاتني من العلم، وعلى ما يفوتني واشتد بكائي وأبكيت، وحملتني عيني فرأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- في النوم فناداني: يا يعقوب بن سفيان، لم أنت كئيب؟ فقلت: يا رسول الله! ذهب بصري فتحسرت على ما فاتني من كتب سنتك وعلى الانقطاع عن بلدي. فقال لي: ادن مني. فدنوت فأمرَّ يده على عيني كأنه يقرأ عليها، فاستيقظت فأبصرت وأخذت نسخي وقعدت أكتب.

حضرت اسماعیل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 282ھ)

امام ابو العباس مبرد کہتے ہیں: میں جب بھی حضرت اسماعیل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا، وہ یا تو کسی کتاب کو دیکھ رہے ہوتے تھے یا کسی کتاب کی تلاش میں کتابیں پلٹ رہے ہوتے تھے۔[1]

عن أبي العباس المبرد قال: ما رأيت أحرص على العلم من ثلاثةٍ-- وأما إسماعيل بن إسحاق فإني ما دخلت عليه قط إلا وفي يده كتابٌ ينظر فيه، أو يقلب الكتب لطلب كتابٍ ينظر فيه.

محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 310ھ)

ابنِ جریر طبری تفسیر وحدیث اور تاریخ کے حوالے سے ایک معتبر نام

❶ ... تقیید العلم للخطیب البغدادی، ص 139

ہے۔ ان کی زندگی پورے طور پر نظام الاوقات کی پابند تھی، ہر کام کا وقت مقرر تھا، عمرِ عزیز کا ایک ایک لمحہ تول تول کر خرچ کرتے تھے محمد علی کرد اپنی کتاب ”کنوز الاجداد“ میں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ

انہوں نے زندگی کا ایک لمحہ بھی علمی فائدہ لیے یا دیئے بغیر نہیں گزارا۔

وقال الأستاذ محمد کردعلی، فی کتابه ”کنوز الأجداد“ فی ترجمة الإمام ابن جریر الطبری: وما أثر عنه أضاع دقیقة من حیاته فی غیر الإفادة والاستفادة[1]

ایک دن شاگردوں سے کہنے لگے: قرآنِ کریم کی تفسیر لکھوں تو تم پڑھو گے؟ شاگردوں نے کہا: کتنی بڑی تفسیر ہو گی؟ کہنے لگے: یہی کوئی تیس ہزار صفحات پر مشتمل! شاگرد کہنے لگے: آپ بلا شبہ لکھ دیں گے؛ تاہم اتنی لمبی تفسیر پڑھنے کے لیے ہم عمرِ خضر کہاں سے لائیں گے؟ پھر تین ہزار صفحات پر مشتمل تفسیرِ قرآن لکھی اور سات سال تک اپنے شاگردوں کو املا کرواتے رہے جو تیس جلدوں میں شائع ہو گئی ہے۔ یونہی تاریخ کے موضوع پر بھی اپنے طلبہ سے مشورہ کیا انہوں نے پوچھا: کتنی بڑی ہو گی؟ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک۔ طلبہ کہنے لگے: اتنی طویل تاریخ پڑھنے کی کون ہمت کرے گا؟ پھر مختصر کر کے ”تاریخ الرسل والملوک“ کے نام سے

1 ... قیمۃ الزمن عند العلماء، ص44

یگانہ روز گار تاریخ عالَم لکھی جو اکیس اجزاء میں شائع ہو چکی ہے۔

حدثنا القاضي أبو عمر عبيد الله بن أحمد السمسار وأبو القاسم بن عقيل الوراق (وأبو القاسم بن عيل الوراق مكانه بياض في تاريخ بغداد) أن أبا جعفر قال لأصحابه اتنشطون لتفسير القرآن قالوا كم يكون قدره فقال ثلاثون ألف ورقة فقالوا هذا مما تفنى الأعمار قبل تمامه فاختصره في نحو ثلاثة آلاف ورقة ثم قال هل تنشطون لتاريخ العالم من آدم إلى وقتنا هذا قالوا كم قدرة فذكر نحوا مما ذكره في التفسير فأجابوه بمثل ذلك فقال إنا لله ماتت الهمم فاختصره في نحو ما اختصر التفسير(1)

ابن جریر طبری کہتے ہیں: میں مصر گیا تو ہر صاحب فن عالم اپنے فن کے متعلق امتحاناً مجھ سے سوال کرنے آتا رہا، ایک دن ایک شخص میرے پاس علمِ عروض کا ایک سوال لے کر آیا، اس سے قبل عروض سے مجھے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا، میں نے اس سے کہا: آج میں نے علمِ عروض کے متعلق گفتگو نہ کرنے کا عزم کیا ہوا ہے، تم کل آجاؤ۔ پھر میں نے اپنے دوست سے خلیل بن احمد کی کتاب "العروض" منگوائی، وہ لے کر آگیا، رات میں نے وہ کتاب دیکھی، چنانچہ اس رات تک تو میں علمِ عروض سے ناواقف تھا اور صبح کو میں علم عروض کا عالِم بن گیا تھا۔

قال أبو جعفر: لما دخلت مصر لم يبق أحد من أهل العلم إلا لقيني وامتحنني في العلم الذي يتحقق به، فجاءني يوما رجل فسألني عن شيء

1 ... تاریخ مدینہ دمشق، 52/198

من العروض، ولم أكن نشطت له قبل ذلك، فقلت له: على قول ألا أتكلم اليوم في شيء من العروض، فإذا كان في غد فصر إلي، وطلبت من صديق لي العروض للخليل بن أحمد فجاء به، فنظرت فيه ليلتي، فأمسيت غير عروضي وأصبحت عروضيا[1]

حصولِ علم کے شوق کا عالَم یہ تھا کہ وفات سے کچھ ہی دیر پہلے کسی نے کوئی دعا سنائی تو قلم دوات منگوا کر اسے لکھ لیا، حاضرین میں سے کسی نے کہا: حضور! کیا اس حال میں بھی؟ تو کہنے لگے: ”انسان کو چاہیے کہ جب تک موت نہ آجائے علم حاصل کرنا نہ چھوڑے۔“

روى المعافى بن زكريا عن بعض الثقات، أنه كان بحضرة أبي جعفر الطبري رحمه الله تعالى قبل موته، وتوفي بعد ساعة أو أقل منها، فذكر له هذا الدعاء عن جعفر بن محمد، فاستدعى محبرة وصحيفة فكتبه، فقيل له: أفي هذه الحال؟! فقال: ينبغي للانسان أن لا يدع اقتباس العلم حتى الممات[2]

ابو بکر عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 316ھ)

ایک درہم کی خوراک سے تیس ہزار احادیث لکھیں

حضرت ابو بکر عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث  فرماتے ہیں:

1 ... معجم الأدباء، 6/2429

2 ... قيمة الزمن عند العلماء، ص44

میں کوفے گیا تو میرے پاس صرف ایک درہم تھا، میں نے اس سے تیس مُد (تیس سیر سے کچھ زیادہ) لوبیا خرید لیا، اب میں وہی لوبیا کھالیا کرتا اور حضرت ابو سعید الاشج رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث سن کر لکھ لیا کرتا، جب لوبیا ختم ہوا تو میں تیس ہزار (30000) مقطوع اور مرسل وغیرہ احادیث لکھ چکا تھا۔

وكان يقول: دخلت الكوفة ومعي درهم واحد، فأخذت به ثلاثين مدا باقلاء، فكنت آكل منه، وأكتب عن أبي سعيد الأشج، فما فرغ الباقلا حتى كتبت عنه ثلاثين ألف حديث، ما بين مقطوع ومرسل (1)

حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 327ھ)

بیٹا باپ سے بڑھ کر

حدیث کے امام حضرت ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مشہور محدث ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے شوقِ علمِ حدیث اور ذوقِ مطالعہ کو دیکھ کر فرمایا: ما رأيت أحرص على طلب الحديث منك. یعنی میں نے آپ سے زیادہ طلبِ حدیث کا کوئی حریص نہیں دیکھا۔ آپ نے برجستہ فرمایا: میرا بیٹا عبد الرحمٰن مجھ سے کہیں زیادہ حریصِ علم ہے۔

الحسن بن الحسين الدارستيني قال: سمعت أبا حاتم، يقول: قال لي أبو زرعة: ما رأيت أحرص على طلب الحديث منك. فقلت له: إن عبد



(1)... تاریخ بغداد، 9/ 466-467، سیر اعلام النبلاء، 13/ 223

الرحمن ابنی لحریص.

بیٹے کا شوقِ علم

حضرت ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اپنے والد سے کثرتِ سماع کا موقع کیسے میسر آیا اور اتنے مختصر سے وقت میں آپ ان سے اتنے سوالات کرنے میں کیسے کامیاب ہوئے؟ امام ابن ابی حاتم نے جواب دیا: اکثر اوقات ایسے ہوتا تھا کہ میرے والد کھانا کھا رہے ہوتے تو میں ان کے سامنے پڑھتا، وہ کہیں آجا رہے ہوتے تب بھی میں ان سے پڑھتا رہتا اور جب وہ کسی کام کے لیے گھر میں داخل ہوتے تب بھی میں ان سے پڑھتا رہتا۔

قال الرقام: فسألت عبد الرحمن عن اتفاق كثرة السماع له، وسؤالاته لأبيه، فقال: ربما كان يأكل وأقرأ عليه، ويمشي وأقرأ عليه، ويدخل الخلاء وأقرأ عليه، ويدخل البيت في طلب شيء وأقرأ عليه.(1)

علمِ حدیث میں وسعت نظری

علمِ حدیث میں ان کے والد ابو حاتم رازی کا عالَم یہ تھا کہ ایک دن کوئی شخص لکھی ہوئی احادیث کا کوئی مسودہ ان کے پاس لے آیا اور ان سے تصحیح کی درخواست کی۔ آپ نے اسے دیکھ کر نشان زد کر دیا کہ یہ حدیث منکر ہے، یہ

1 ...سیر اعلام النبلاء، 13/250

باطل ہے، اس میں راوی نے جھوٹ ملایا ہے، یہ صحیح ہے وغیرہ، آنے والے نے کہا: اے ابو حاتم! کوئی دلیل بھی ہے یا بس یوں ہی اپنی طرف سے غلط صحیح کا فیصلہ کر دیا؟ فرمانے لگے: دلیل تو کوئی نہیں، بس اتنی بات جانتا ہوں کہ جو احادیث صحیح نہ تھیں، ان کی عدمِ صحت کی نشان دہی کر دی ہے۔ آنے والے نے کہا: تو کیا غیب کا دعویٰ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ کہا: پھر دلیل کیا ہے؟ فرمانے لگے: غلط اور صحیح احادیث کی اچھی پہچان رکھنے والے کسی دوسرے محدث سے تحقیق کر لو؛ جن احادیث کو میں نے غیر صحیح قرار دیا اگر اس کا بھی وہی فیصلہ ہو اتو سمجھ لینا کہ بات ٹھیک ہے۔

چنانچہ وہ شخص مشہور محدث حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور ان احادیث کے بارے میں تحقیق چاہی تو ابو زرعہ کا موقف بھی ٹھیک وہی تھا جو ابو حاتم کا تھا۔ وہ آدمی بڑی حیرت سے آکر پوچھنے لگا: یہ قصہ کیا ہے؟ ابو حاتم نے فرمایا: اب تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ حدیث کے سلسلے میں فیصلے ہم محض اٹکل سے نہیں کرتے؛ بلکہ اُس علم و تحقیق کی بنا پر کرتے ہیں جو اللہ پاک نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اس کو یوں سمجھ سکتے ہو کہ کسی ماہر سُنار کو اگر کھرے کھوٹے دینار دکھاؤ تو پرکھ کر یک دم فیصلہ کر دے گا۔ اب اگر اس سے اس فیصلہ پر دلیل طلب کرو تو وہ بھی دلیل فراہم کرنے سے بہر حال عاجز ہو گا۔ بالآخر وہ بھی یہی کہے گا اس علم کی بنا پر بتا رہا ہوں جس سے مجھے نوازا گیا ہے۔

وقال ابن أبي حاتم في أول كتاب (الجرح والتعديل) له: سمعت أبي

يقول: جاءنی رجل من جلة أصحاب الرأی، من أهل الفهم منهم، ومعه دفتر، فعرضه علی، فقلت فی بعضه: هذا حديث خطأ، قد دخل لصاحبه حديث فی حديث، وهذا باطل، وهذا منكر، وسائر ذلك صحاح. فقال: من أين علمت أن ذاك خطأ، وذاك باطل، وذاك كذب؟ أأخبرك راوی هذا الكتاب بأنی غلطت، أو بأنی كذبت فی حديث كذا؟ قلت: لا، ما أدری هذا الجزء من راويه، غير أنی أعلم أن هذا الحديث خطأ، وأن هذا باطل ـ فقال: تدعی الغيب؟ قلت: ما هذا ادعاء غيب. قال: فما الدليل علی ما قلت؟ قلت: سل عما قلت، من يحسن مثل ما أحسن، فإن اتفقنا علمت أنا لم نجازف ولم نقله إلا بفهم. قال: ويقول أبو زرعة كقولك؟ قلت: نعم. قال: هذا عجب. قال: فكتب فی كاغد ألفاظی فی تلك الأحاديث، ثم رجع إلی، وقد كتب ألفاظ ما تكلم به أبو زرعة فی تلك الأحاديث، فقال: ما قلت إنه كذب، قال أبو زرعة: هو باطل. قلت: الكذب والباطل واحد.

قال: وما قلت إنه منكر، قال: هو منكر، كما قلت، وما قلت: إنه صحيح، قال: هو صحيح. ثم قال: ما أعجب هذا! تتفقان من غير مواطأة فيما بينكما. قلت: فعند ذلك علمت أنا لم نجازف، وأنا قلنا بعلم ومعرفة قد أوتيناه، والدليل علی صحة ما نقوله أن دينارا بهرجا يحمل إلی الناقد، فيقول: هذا بهرج. فإن قيل له: من أين قلت: إن هذا بهرج؟ هل كنت حاضرا حين بهرج هذا الدينار؟ قال: لا. وإن قيل: أخبرك الذی بهرجه؟ قال: لا. قيل: فمن

أين قلت؟ قال: علما زرقته.[1]

حضرت حافظ اِبن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 385ھ)

محدثِ عراق حافظ ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بغدادی معروف بہ ابنِ شاہین تفسیر وحدیث کی تاریخ کا ایک درخشندہ نام ہے۔ابن شاہین کے تلمیذِ رشید ابوالحسن بن مہتدی باللہ کہتے ہیں کہ ابن شاہین کی روایت کے مطابق ان کی تصنیفات کی تعداد تین سو تیس (330) ہے؛ جن میں التفسیر الکبیر 1000 حصوں میں، المسند 1300 اجزاء میں، التاریخ 150 حصوں میں اور الزہد 100 جزء میں ہے۔ قاضی محمد عمر بن داؤدی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان کانوں سے ابنِ شاہین کو کہتے سنا ہے کہ میں اب تک سات سو درہم روشنائی کی خریداری میں خرچ کر چکا ہوں۔ پھر ابن ابو الفوارس کے اس قول سے اس کی تائید بھی ہو جاتی ہے کہ ابنِ شاہین نے جتنی کتابیں تصنیف فرمائیں شاید ہی کسی نے اتنی تصنیف کی ہوں۔

قال أبو الحسين بن المهتدى بالله: قال لنا ابن شاهين: صنفتُ ثلاثمائة مصنف وثلاثين مصنفًا، منها التفسير الكبير ألف جزء، ومنها المسند ألف وثلاثمائة جزء، والتاريخ مائة وخمسون جزءًا، والزهد مائة جزء. قال محمد بن عمر الداودى القاضى: سمعت ابن شاهين يقول: حسبت ما اشتريت به الحبر إلى هذا الوقت فكان سبعمائة درهم. قلت:

[1] ...سیر اعلام النبلاء 13/ 254

تفسیرہ علی ما ذکر لی شیخنا عماد الدین الحزامی بواسط فی نحو من ثلاثین مجلدًا وقال ابن أبي الفوارس: ثقة مأمون صنف مالم یصنفه أحد[1]

ابنِ مندہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 395ھ)

شوقِ علمِ دین

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیلِ علم میں پینتالیس سال کا عرصہ گزارا۔ امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ 310ھ میں پیدا ہوئے اور وفات 395ھ میں ہوئی، آپ کے وہ اساتذہ جن سے آپ نے احادیث سنیں اور حاصل کیں ان کی تعداد سترہ سو (1700) تک پہنچتی ہے۔ حافظ عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے اجازت بھی حاصل تھی، جب تحصیلِ علم کے سفر سے واپس ہوئے تو بیان کیا گیا کہ چالیس اونٹوں پر لادنے جتنی کتابیں آپ کے پاس موجود تھیں، ہمارے علم میں ابھی تک اس امت کا کوئی ایسا فرد نہ آسکا، جس نے امام موصوف کے بقدر احادیث سنی ہوں یا ان کے برابر روایات جمع کی ہوں، آپ طلبِ علم کی خاطر سفر کرنے والے گروہ پر مہر کی حیثیت رکھتے ہیں، کثرتِ روایات میں یکتائے زمانہ ہیں، آپ کا بے مثل حافظہ، حقیقت شناسی، صدق وسچائی اور کثرتِ تصانیف ان خوبیوں کے علاوہ ہیں۔ آپ کا سب سے پہلا سفر 330ھ سے کچھ پہلے نیشاپور کی طرف ہوا، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ سے ہماری ملاقات 361ھ میں شہر بخارا میں ہوئی اور آپ

1 ... تذکرۃ الحفاظ، 3/130

نے ہمارے علم میں زبردست اضافہ فرمایا، پھر 375ھ ہماری ملاقات نیشاپور میں اس وقت ہوئی جب آپ اپنے وطن واپس جارہے تھے۔ آپ بیس سال کے تھے جب سفر شروع کیا تھا اور لوٹتے وقت عمر پینسٹھ (65) سال کو پہنچ چکی تھی، اس طرح آپ نے سفر میں پینتالیس (45) سال کا عرصہ گزارا۔

عدة شيوخه الذين سمع وأخذ عنهم ألف وسبعمائة شيخ، وله إجازة من الحافظ عبد الرحمن بن أبي حاتم وغيره، ولما رجع من الرحلة الطويلة كانت كتبه عدة أحمال حتى قيل: إنها كانت أربعين حملًا، وما بلغنا أن أحدًا من هذه الأمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرحالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف

قال الحاكم: التقينا ببخارى سنة إحدى وستين وقد زاد زيادة ظاهرة، ثم جاءنا إلى نيسابور سنة خمس وسبعين ذاهبًا إلى وطنه[1]

امام ابو منصور محمد بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 421ھ)

چراغ نہیں تو چاند سہی

امام ابو منصور محمد بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں استاذ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی، انہی سے فارغ التحصیل ہوئے، فقر اور تنگدستی کے باوجود بھی حصول علم اور محنت کو ترک نہ کیا،



1 ... تذکرۃ الحفاظ، 3/159، 158 ملتقطا

یہاں تک کہ چراغ خریدنے کے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے رات کو اپنی کتاب کو اونچا کر کے چاند کی روشنی میں پڑھا کرتے، اس کے باوجود بھی فقر سے تنگدل نہ ہوتے اور ورع و تقویٰ کو لازم پکڑا اور کبھی مشتبہ مال سے کچھ نہ لیا۔

تلمذ للأستاذ أبي بكر بن فورك في صباه وتخرج به ولزم طريقته وجد واجتهد في فقر وقلة من ذات اليد حتى كان يعلق دروسه ويطالعها في القمر لضيق يده عن تحصيل دهن السراج وهو مع ذلك يكابد الفقر ويلازم الورع ولا يأخذ من مال الشبهة شيئا إلى أن نشأ في ذلك[1]

محمد ابو ریحان البیرونی (متوفیٰ 440ھ)

مشہور اسلامی ریاضی داں محمد بن احمد ابو الریحان البیرونی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا ہاتھ کبھی قلم سے اور ان کا دل کبھی فکرِ علم سے فارغ ہی نہ ہوتا تھا۔ ان کی وفات کے وقت کا وہ واقعہ ملاحظہ کیجیے کہ جب ابو الحسن علی بن عیسی ولوالجی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی طبیعت سخت خراب تھی، سینے میں گھٹن بھی شدید تھی، زندگی کی اٹھہتر منزلیں طے کرنے والے علم کے اس شیدائی نے اسی حال میں ان سے دریافت کیا کہ تم نے ایک روز جداتِ فاسدہ (نانیوں) کی میراث کا مسئلہ مجھے کس طرح بتایا تھا؟ یہ سن کر علی بن عیسی ورطہ حیرت میں آکر کہنے لگے: کیا تکلیف کی اس شدت میں بتاؤں؟



1 ... تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری، ص 249

البیرونی نے ایسا جواب دیا جو صرف علم کا سچا عاشق ہی دے سکتا ہے۔ فرمایا: دنیا سے اس مسئلہ کا علم لے کر میں رخصت ہوں، کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ میں اس سے جاہل ہو کر اس دار فانی سے کوچ کروں! چنانچہ نزع کی اس کیفیت میں علی بن عیسی نے ان کے سامنے وہ مسئلہ دہرایا اور البیرونی نے یاد کر لیا۔ علی بن عیسی کا بیان ہے کہ رخصت ہو کر ابھی میں راستے ہی میں تھا کہ گھر میں آہ وبکا کی آواز نے مجھے اُن کی وفات کی اطلاع دی۔

حدث القاضی کثیر بن یعقوب النحوی البغدادی عن الفقیہ أبی الحسن علی بن عیسی الولوالجی قال: دخلت علی أبی الریحان وھو یجود بنفسہ وقد حشرج نفسہ وضاق بہ صدرہ فقال لی فی تلك الحال کیف قلت لی یوما فی حساب الجدات الفاسدۃ؟ فقلت لہ إشفاقا علیہ أفی ھذہ الحالۃ؟ قال: یاھذا أودع الدنیا وأنا عالم بھذہ المسألۃ ألا یکون خیرا من أن أخلیھا وأنا جاھل بھا فأعدت ذلك علیہ وحفظ وعلمنی ما وعد وخرجت من عندہ وأنا فی الطریق فسمعت الصراخ علیہ (1)

ابو نصر سجزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 444ھ)

نکاح اور رقم کی پیشکش ٹھکرا دی

حافظ ابو اسحاق الحبال  فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت

(1)...الوافی بالوفیات، 8/92

ابو نصر سجزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا، دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے جا کر دروازہ کھولا، ایک خاتون اندر داخل ہوئی اور ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی نکال کر شیخ کے سامنے رکھ دی اور کہا: آپ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں، فرمایا: کیا مقصد ہے؟ عورت نے کہا: آپ مجھ سے شادی کر لیں اور آپ سے شادی کر کے صرف آپ کی خدمت کرنا چاہتی ہوں، آپ نے اس عورت کو حکم دیا کہ اپنی تھیلی لے کر واپس چلی جاؤ، جب واپس چلی گئی تو فرمایا: میں سجستان سے طلبِ علم کی نیت سے نکلا تھا، جب میں شادی کرلوں گا تو مجھ سے طالب علم کا نام ختم ہو جائے گا اور طلبِ علم کے ثواب پر میں کسی چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

قال الحبال: كنت يومًا عند أبي نصر السجزي فدق الباب فقمت ففتحته فدخلت امرأة وأخرجت كيسًا فيه ألف دينار فوضعته بين يدي الشيخ وقالت: أنفقها كما ترى؛ قال: ما المقصود؟ قالت: تتزوجني ولا حاجة لي في الزوج ولكن لأخدمك؛ فأمرها بأخذ الكيس وأن تنصرف؛ فلما انصرفت قال: خرجت من سجستان بنية طلب العلم ومتى تزوجت سقط عني هذا الاسم، وما أوثر على ثواب طلب العلم شيئًا[1]

داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ)

حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ محمود غزنوی رحمۃ



1 ... تذکرۃ الحفاظ للذہبی، 3/211

اللہ علیہ کے قائم کردہ دینی مدرسے میں اکثر دیکھے گئے، اس وقت آپ کی عمر بمشکل 12، 13 سال کی ہوگی، حصولِ علمِ دین کے جذبے سے سرشار طالبِ علم، دینی تعلیم میں اتنا محو ہوتا کہ صبح سے شام ہو جاتی مگر کبھی پانی پیتے نہ دیکھا گیا۔ مزید فرماتے ہیں: ایک بار اس مدرسے سے محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا اس عظیم دینی درس گاہ میں آئے لیکن حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے کام میں اتنے مگن تھے کہ ان کو کوئی خبر نہ تھی، بزرگ استاد نے پکارا دیکھو! علی کون آیا ہے؟ اب کیا تھا ایک طرف محمود غزنوی اور دوسری جانب ایک کمسن راہِ حق کا متلاشی، عجیب منظر تھا، سلطان محمود غزنوی نے اس نو عمر طالبِ علمِ دین کی تجلیات کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً نظریں جھکا دیں اور استاذ سے کہا: واللہ یہ بچہ خدا کی طرف راغب ہے، ایسے طالبِ علمِ دین اس مدرسے کی زینت ہیں۔ (1)

امام ابو الولید سلیمان بن خلف باجی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 474ھ)

مطالعہ کے لئے مزدوری

امام ابو الولید سلیمان بن خلف باجی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اصلاً بطلیوس سے تھے، پھر اندلس منتقل ہوگئے، جب آپ پہلی مرتبہ اندلس گئے تو آپ کی مالی حالت کمزور تھی، دورانِ سفر اتنے محتاج ہوگئے کہ قیامِ بغداد کے زمانہ میں نوکری شروع کر دی اور ایک پھاٹک پر چوکیدار ہوگئے اس کی اجرت سے اپنے

❀✿❀✿❀✿

(1)... مقدمہ کشف المحجوب ص8 تا 11 ملخصا

لئے خرچ کا انتظام کرتے اور وہاں کی روشنی میں بیٹھ کر اپنا مطالعہ کرتے۔

كان في رحلته وأول وروده الأندلس مقلاً من دنياه حتى احتاج في سفره الى القصد بشعره، واستأجر نفسه مدة مقامه ببغداد فيا سمعته مستفيضاً لحراسة درب، فكان يستعين بإجارته على نفقته، وبضوئه على مطالعته.[1]

امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 476ھ)

پسندیدہ کھانا مطالعہ پر قربان کر دیا

امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دورانِ طالبِ علمی کئی سالوں تک میرا دل لوبیا کے شوربے سے بنا ثرید کھانے کو چاہتا رہا لیکن سبق کی مشغولیت اور صبح و شام کے تکرار کی وجہ سے یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

كنت أشتهي وقت طلبي العلم الثريد بماء الباقلاء فلا يتيسر لي سنين لاشتغالي بالدرس وأخذي السبق بالغدوات والعشيات[2]

ابو اسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 476ھ)

مولانا ابو اسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دن رات علم کی مشغولیت اور

1 ... ترتیب المدارک، 8/122

2 ... المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، 16/229

مسجد میں رہنے کی وجہ سے ان کے استاد ابو الطیب طبری ''مسجد کا کبوتر'' کہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بذاتِ خود فرماتے ہیں: میں ہر سبق کو ہزار بار دہراتا تھا۔ (1)

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 505ھ)

حضرت امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، آپ کی کئی تصانیف ہیں جو صدیوں سے علم کے پیاسوں کو سیراب کر رہی ہیں، کثرتِ مطالعہ کے بغیر کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتب لکھنا کسی صورت ممکن نہیں، امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ زندگی کے آخری وقت میں بھی مصروفِ مطالعہ تھے چنانچہ

حضرت علامہ نجم الغنی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو اس وقت صحیح بخاری شریف ان کے سینے پر رکھی ہوئی تھی جس کے مطالعے میں مصروف تھے۔ (2)

حضرت علی بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 513ھ)

حضرت علی بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا عالَم یہ تھا کہ روٹی کی بنسبت کیک کو صرف اس لئے کھاتے تھے کہ روٹی چبانے میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے،



1 ... سیر اعلام النبلاء، 18 / 458 ملخصا
2 ... تذکرۃ السلوک، ص 27

جبکہ کیک کھانے میں مطالعہ اور تالیف کے لئے کافی وقت ہاتھ آ جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں: میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا، یہاں تک کہ جب علمی بحث کرتے کرتے میری زبان تھک جائے اور مطالعہ کرتے کرتے میری آنکھیں جواب دینے لگیں تو میں مسائل پر غور و فکر کرنے لگ جاتا ہوں، اس وقت میں 80 سال کا ہو چکا ہوں لیکن وقت سے مستفید ہونے کا شوق و جذبہ اور کام کرنے کی لگن بالکل ویسے ہی ہے جیسے بیس سال کی عمر میں تھی۔[1]

غوث اعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 561ھ)

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اپنے طالبِ علمی کے زمانے میں اساتذہ سے سبق لے کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا، پھر بیابانوں اور ویرانوں میں دن ہو یا رات، آندھی ہو یا برسات، گرمی ہو یا سردی اپنا مطالعہ جاری رکھتا تھا، اس وقت میں اپنے سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا اور معمولی سی ترکاریاں (کچی سبزیاں) کھاتا، کبھی کبھی یہ ترکاریاں بھی نہ ملتیں مگر میں اپنا مطالعہ جاری رکھتا، پھر مجھے نیند آتی تو خالی پیٹ ہی کنکریوں سے بھری زمین پر سو جاتا تھا۔[2]



1 ... تاریخ الاسلام للذہبی، 8/ 87

2 ... قلائد الجواھر، ص 10 ملخصاً

امام ابو العلاء الہمذانی (متوفی 569ھ)

مرنے کے بعد بھی مطالعہ

امام ابنِ جوزی علیہ الرحمہ نے امام ابو العلاء الہمذانی کے بارے میں لکھا: کسی نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ایسے شہر میں ہیں جس کی تمام دیواریں کتابوں سے بنی ہوئی ہیں۔ ان کے ارد گرد بھی بے شمار کتابیں رکھی ہیں اور یہ کتابوں کے مطالعے میں مصروف ہیں۔ پوچھا گیا: یہ کتابیں کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے اللہ پاک سے دعا کی تھی کہ میں دنیا میں جس چیز میں مشغول تھا مجھے اسی چیز میں مشغول رکھے تو اللہ نے مجھے یہ عطا فرما دیا۔[1]

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ)

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ میدان علم میں کمال کے طالب کو عالی ہمت ہونے اور بے ہمت لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو علم کی طلب میں کمال چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ علماء کی تصنیف کردہ کتب کا مطالعہ کرے، بلکہ کثرت سے مطالعہ کرے اس لئے کہ اس مطالعہ سے اس کو ان علماء کی علو ہمتی اور ان کے علوم پر واقفیت حاصل ہوگی جو اس کے ذہن کو تیز کرے گا اور اس کے عزم کو ترو تازگی بخشے گا اور کوئی کتاب فائدہ سے خالی نہیں ہوتی۔ اور میں ان لوگوں کی صحبت سے خدا

1 . . . ذیل الطبقات، 1 / 328

کی پناہ میں آتا ہوں جن کے ساتھ ہمارا رہن سہن ہے، اس لئے کہ مجھے ان میں کوئی بھی عالی ہمت نظر نہیں آتا کہ جس کی مبتدی پیروی کرے اور نہ ہی کوئی پرہیز گار ملتا ہے جس سے کوئی مرید استفادہ کرے، پس اللہ کی پناہ ہے! اس لئے تم پر لازم ہے کہ تم اسلاف کی سیرت کو اپناؤ اور ان کی تصانیف کا کثرت سے مطالعہ کرو، کیونکہ ان کی کتب کا کثرت سے مطالعہ کرنا ایسا ہے جیسے خود ان کو دیکھنا۔ میں تمہیں اپنے حالات بتاتا ہوں کہ میں کتب کے مطالعہ سے کبھی سیر نہیں ہوتا، جب میں کوئی ایسی کتاب دیکھ لوں جو میں نے پہلے نہ دیکھی ہو تو میں اس کو یوں حاصل کرتا ہوں جیسے خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو، میں نے مدرسہ نظامیہ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے جو تقریباً چھ ہزار جلدوں پر مشتمل ہوں گی۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبد الوہاب الانماطی، شیخ ابن ناصر اور شیخ ابو محمد بن شخاب وغیرہ کی تمام کتب جو کہ (کئی اونٹوں کا بوجھ بنتی ہیں) بلکہ ہر وہ کتاب جس تک میری رسائی ہوئی میں نے پڑھی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں نے بیس ہزار سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو یہ بعید از عقل نہ ہوگا، میں تو اب تک کتب کی تلاش میں ہوں۔

میں نے ان کتب سے علماء کی سیرت کا مطالعہ کیا اور اس کو پڑھا، ان علماء کی عالی ہمتی، حفظ و عبادات اور عجیب و غریب علوم سے مجھے ایسی شناسائی ہوئی جو کم مطالعہ کرنے والے کسی دوسرے شخص کو نہ ہوئی۔ اب تو لوگوں میں مطالعہ کا شوق نہ رہا بلکہ طلبہ بھی کم ہمت ہو گئے ہیں۔

فسبيل طالب الكمال فى طلب العلم الاطلاع على الكتب، التى قد تخلفت من المصنفات، فليكثر من المطالعة؛ فإنه يرى من علوم القوم، وعلو هممهم ما يشحذ خاطره، ويحرك عزيمته للجد، وما يخلو كتاب من فائدة.

وأعوذ بالله من سير هؤلاء الذين نعاشرهم! لا نرى فيهم ذا همة عالية؛ فيقتدى به المبتدئ، ولا صاحب ورع، فيستفيد منه الزاهد.

فالله الله وعليكم بملاحظة سير السلف، ومطالعة تاصنيفهم وأخبارهم، فالاستكثار من مطالعة كتبهم رؤية لهم۔

وإنى أخبر عن حالى: ما أشبع من مطالعة الكتب، وإذا رأيت كتابًا لم أره، فكأنى وقعت على كنز، ولقد نظرت فى ثبت الكتب الموقوفه فى المدرسة النظمية؛ فإذا به يحتوى على نحو ستة آلاف مجلد، وفى ثبت كتب أبى حنيفة، وكتب الحميدى، وكتب شيخنا عبد الوهاب، وابن ناصر، وكتب أبى محمد بن الخشاب ـ وكانت أحمالًا ـ وغير ذلك من كل كتاب أقدر عليه، ولو قلت: إنى طالعت عشرين ألف مجلد، كان أكثر، وأنا بعد فى الطلب! فاستفدت بالنظر فيها من ملاحظة سير القوم، وقدر هممهم، وحفظهم وعباداتهم، وغرائب علومهم: ما لا يعرفه من لم يطالع، فصرت أستزرى ما الناس فيه، وأحتقر همم الطلاب. ولله الحمد[1]



1 ... صید الخاطر، ص454، 453

حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 600ھ)

مطالعہ کی وجہ سے نظر کمزور ہوگئی

حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی مقدسی جمعرات کو اور جمعہ کی نماز کے بعد دمشق میں درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔ استفادہ کے لیے بے شمار لوگ جمع ہوتے اور آپ کا پُر تاثیر بیان سن کر بکثرت روتے تھے۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ بہت زیادہ مطالعے اور رونے کی وجہ سے ان کی نظر کافی کمزور ہوگئی تھی۔ وہ علومِ حدیث میں یکتائے زمانہ تھے۔[1]

صاحبِ کافیہ علامہ عثمان بن ابی بکر (متوفی 646ھ)

صاحبِ کافیہ علامہ عثمان بن ابی بکر بن یونس جمال الدین مالکی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار کسی کشتی میں سفر پر تھے، اس میں ایک آدمی کے پاس قلمی (ہاتھ سے لکھی ہوئی) کتاب تھی آپ نے وہ کتاب لے کر اول تا آخر مطالعہ فرمائی، لیکن اس کتاب کو کسی حکمت کی وجہ سے دریا میں ڈال دیا، جس پر اس شخص کو بہت صدمہ ہوا، چنانچہ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کے پاس پیش کیا تو آپ نے فرمایا: ان کو کتاب ہی اگر چاہیئے تو پوری کتاب لکھوا دیتا ہوں، لہٰذا آپ نے اپنی یادداشت سے پوری کتاب لکھوا دی۔[2]

❀✿❀✿❀✿

1 ...ذیل الروضتین، ص47

2 ...نوادر النعیمی بحل شرح ملا جامی، ص9 ملخصا

امام منذری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی656ھ)

حضرت علامہ عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ جو جلیل القدر محدثین میں سے ہیں، آپ کا مطالعہ میں انہماک کا عالَم یہ تھا کہ تہنیت (خوشی) و تعزیت کسی موقع پر مدرسے کی چار دیواری سے باہر نہ نکلتے چنانچہ

شیخ ضیاء الدین مرادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں: مصروفیت میں، میں نے ان سے بڑھ کے کسی کو نہیں دیکھا، اور نہ سنا۔ دن رات علمِ دین میں مشغول رہتے تھے، کہتے ہیں: میں مدرسہ قاہرہ کے پڑوس میں ان کے پاس بارہ سال تک مقیم رہا، میرا کمرہ ان کے کمرے کے اوپر تھا، جب بھی رات کے کسی پہر میں اٹھتا تھا تو ان کے کمرے میں چراغ کی روشنی دیکھتا تھا حتی کہ کھانے کے وقت بھی کتاب ان کے پاس ہوتی اور اس میں مصروف رہتے تھے۔ (1)

خلیفہ مستنصر باللہ (متوفی640ھ)

خلیفہ مستنصر باللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی لائبریری میں جس فن کی جتنی کتابیں تھیں سب پر گہری نظر تھی، اور سب کا مطالعہ کر چکے تھے اور سب کتب کے مصنفین کا نسب، حالات زندگی اور تاریخ وفات ان کتب میں لکھتے تھے اور ایسے ایسے علمی عجائبات پیش کرتے تھے کہ ان کے



1 ... بستان العارفین، ص 79/ 80

علاوہ لوگ اس سے قاصر تھے۔[1]

امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 672ھ)

علمی مشاغل کی وجہ سے 2 سال تک زمین پر نہ لیٹے

مشہور محدث امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلق فرماتے ہیں: میں نے (کثرتِ مطالعہ اور علمی مصروفیات میں مشغولیت کے سبب) تقریباً دو سال زمین پر اپنی کروٹ نہیں رکھی (یعنی لیٹا نہیں)۔[2]

علمی مصروفیت

ابو الحسن بن عطار کہتے ہیں: میرے استاد محترم نے مجھے بتایا کہ وہ (امام نووی) دن رات علم میں مشغول رہتے تھے بلکہ راستے میں بھی تکرار یا مطالعہ کیا کرتے، چھ سال تک ان کی یہی عادت رہی، پھر انہوں نے تصنیف، افادہ اور نصیحت اور حق بات کہنے کا آغاز فرمادیا، دن اور رات میں صرف ایک مرتبہ رات کے آخری پہر میں کھانا کھایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ سحری کے وقت پانی پیا کرتے تھے۔ پھل فروٹ نہیں کھاتے تھے اس کی وجہ یہ بیان کرتے کہ مجھے ڈر ہے میرے جسم میں تری آگئی تو مجھے نیند گھیر لے گی۔ آپ نے شادی بھی نہیں کی تھی (اس کی وجہ بھی یقیناً علم سے محبت ہو گی)۔[3]

❀✿❀✿❀✿

1 ... تاریخ الاسلام، 27/358

2 ... قیمۃ الزمن عند العلماء، ص 71

3 ... قیمۃ الزمن عند العلماء، ص 72

قال أبو الحسن بن العطار: ذكر لي شيخنا رحمه الله تعالى أنه كان لا يضيع له وقتا، لا في ليل ولا في نهار إلا في الاشتغال بالعلم حتى في الطريق يكرر أو يطالع، وأنه دام على هذا ست سنين، ثم أخذ في التصنيف والإفادة والنصيحة وقول الحق. وكان لا يأكل في اليوم والليلة إلا أكلة بعد عشاء الآخرة، ويشرب شربة واحدة عند السحر، ويمتنع من أكل الفواكه والخيار، ويقول: أخاف أن يرطب جسمي ويجلب لي النوم، ولم يتزوج.

امام ابن مالک النحوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 672ھ)

امام ابن مالک النحوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ: وہ بہت زیادہ مطالعہ کرتے تھے، انہیں ہمیشہ نماز پڑھتے، تلاوت کرتے، تصنیف کرتے یا مطالعہ کرتے ہوئے ہی دیکھا گیا۔

ایک دن اپنے دوستوں کے ساتھ دمشق کی سیر کے لئے گئے، جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں وہ جانا چاہتے تھے، تو وہ دوستوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے، کافی ڈھونڈنے کے بعد انہیں دیکھا تو کاغذات پر جھکے ہوئے تھے (یعنی مطالعہ میں مصروف)۔(1)

حضرت ابو الوفاء بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابو الوفاء بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ

1 ... قیمۃ الزمن عند العلماء، ص 71

فرماتے ہیں: میں کھانے کے وقت کو بہت مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں، اکثر روٹی کے بجائے چورہ بھگو کر استعمال کرتا ہوں تا کہ مطالعے کے لئے زیادہ وقت بچ جائے۔(1)

امام محمد بن یعقوب فیروزآبادی (متوفی 817ھ)

امام سخاوی نے "الضوء اللامع" میں علمِ لغت کے امام محمد بن یعقوب فیروزآبادی کے بارے میں لکھا: انہوں نے کافی قیمتی کتابیں خرید رکھی تھیں، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے انہیں کہتے سنا: "میں نے پچاس ہزار مثقال سونے کی کتابیں خریدی ہیں"۔ سفر کرتے وقت وہ اپنے ساتھ کئی بنڈل کتابوں کے لے کر جاتے تھے، دورانِ سفر ہر پڑاؤ پر ان میں سے کچھ کا مطالعہ کرتے پھر روانگی کے وقت انہیں واپس رکھ دیتے۔(2)

حضرت شاہ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1052ھ)

آپ کے بیٹے فرماتے ہیں: والد ماجد اپنے بڑھاپے اور کمزوری کے زمانے میں میری طرف اکثر متوجہ رہتے تھے، جوانی ختم ہو جانے اور دوستوں کے انتقال کی وجہ سے وہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوئے۔ اس زمانے میں میری عمر تقریباً چار سال کی تھی، اس وقت میں آپ کی خدمت اور دلدہی کیا کرتا تھا،

1 ... علم و علماء کی اہمیت، ص 23

2 ... الضوع اللامع للسخاوی، 10/ 81

آپ ہمہ وقت مجھ پر شفقت و عنایت فرمایا کرتے، انہی دنوں جبکہ میں بچہ تھا، صوفیوں کے اقوال سناتے اور شفقت و عنایت فرمایا کرتے اور میری باطنی تربیت کرتے اور میں بھی فطری طور پر ان باتوں کے سننے کا متوالا تھا، وہ باتیں کرتے کرتے خاموش ہو کر بالکل از خود رفتہ ہو جاتے۔

جس زمانے میں میری عمر دو اڑھائی سال کی ہو گی اس وقت کی اکثر باتیں اب تک مجھے یاد ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جو دانشمندوں کی آگاہی کے لیے بے انتہا ضروری اور مفید ہیں۔ غرضیکہ جس زمانے میں پدر بزرگوار کی مہربانیوں کے ظہور کا وقت آیا تو میں تحصیلِ علوم میں مشغول ہو گیا اور شب و روز ذکر و تذکرہ اور بحث و تکرار میں بسر کرنے لگا، اکثر اوقات وہ بذاتِ خود مجھ سے علمی مباحث سنتے اور خوش ہو کر خاص طور پر علمِ توحید کے مسائل اس طرح سمجھاتے گویا علمِ شہود اور آنکھوں دیکھی باتیں کر رہے ہیں، جب مقدمات علمی کے لحاظ سے علم شہود و حقیقت کے سمجھنے میں مجھے کچھ شبہ ہو جاتا تو فرماتے: اسی قسم کے شکوک و شبہات ان مسائل میں اکثر و بیشتر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان شاء اللہ یہ تمام شبہے آئندہ دور ہو کر تم خود بہ جمال یقینی ان کا مشاہدہ کر لوگے تاہم جہاں تک بھی ہو سکے کوشش کرتے رہو اور ہمیشہ اسی خیال میں رہو کہ مسائل بخوبی ازبر ہو جائیں اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب
سوئے اومی خیزد او امی طلب

پہلے دو تین سپارے قرآنِ کریم کے اس طرح پڑھے کہ والد ماجد مجھے ایک ایک سبق لکھ کر دیتے اور میں پڑھتا جاتا، اس کے بعد ان کی تربیت و شفقت کا یہ اثر ہوا کہ روزانہ جتنا قرآن کریم پڑھتا وہ ان کو سنا دیا کرتا، چنانچہ اس طرح دو تین مہینہ کے اندر میں نے پورا قرآن کریم پڑھ لیا اور جس طرح معلم صاحبان مدرسہ میں اپنے شاگردوں کو رٹاتے ہیں میں نے رٹا نہیں، والد ماجد نے مجھے فایا قاف تک تختی لکھائی تھی اس کے بعد شاید ایک مہینہ میں مجھے لکھنے پر قدرت حاصل ہو گئی اور میں انشاء لکھنے لگا، اللہ پاک نے والد ماجد میں یہ اثر و خاصیت رکھی تھی کہ کوئی شخص چاہے کتنا ہی غبی ہو والد ماجد کی توجہ اور تربیت سے اس غبی شخص میں صلاحیتیں ظاہر ہو جاتی تھیں۔ مجھے جو کچھ ملا وہ صرف والد بزرگوار کی توجہ مہربانی کا اثر ہے، اور انہوں نے اپنے پورے حقوقِ پدری میری تربیت و تعلیم پر صَرف فرمائے، بوستان و گلستان دیوان خواجہ حافظ اور نظم کی مروجہ کتابیں خود پڑھائیں، بچپن سے لے کر قرآن کریم ختم کرنے تک اور اس کے بعد میزان منشعب سے لے کر کافیہ کی بھی خود ہی تعلیم دی، پڑھانے کے زمانے میں اکثر و بیشتر فرمایا کرتے: ان شاء اللہ تم جلد عالم بن جاؤ گے، اور اس تصور سے مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے جبکہ اللہ پاک تم کو درجہ کمال عطا کرے گا اور میں تمہارے دائرہ درس و افادیت پر اپنے بڑھاپے میں تکیہ کروں گا، کبھی چند کتابوں کے نام لے کر فرماتے: بس یہ کتابیں پڑھ لو، عالم ہو جاؤ گے، فرماتے: ہر علم کی تھوڑی تھوڑی کتابیں پڑھو جو

تمہارے لیے کافی ہیں اور اس کے بعد ان شاء اللہ برکت سعادت کے دروازے کھل جائیں گے، اور تم تمام علوم بلا تکلف حاصل کر لوگے، والد ماجد کے ان پاکیزہ جملوں نے وہ اثر کیا کہ کتبِ متداولہ و مروجہ میں نے جلدی جلدی پڑھیں اور کم مدت میں زیادہ سے زیادہ علوم حاصل کیئے، علوم کی وسعت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالہاسال اور بہت عرصہ تک تعلیم کے حصول میں زندگی بسر ہوئی ہے۔

علوم نحو میں کافیہ، لب الالباب اور ارشاد وغیرہ کے بعض اوقات ایک نشست میں 16،16 صفحے پڑھ جاتا اور شوق کا یہ حال تھا کہ جب کوئی کتاب حاشیہ والی مل جاتی تو اسے استاد سے نہ پڑھتا بلکہ اکثر اوقات اسے خود ہی پڑھ کر سمجھ لیتا، ہاں اگر کوئی مشکل باب ہوتا تو اسے لازماً استاد کے روبرو پڑھ کر سمجھتا تھا البتہ اتنا یاد ہے کہ کتاب کی اصل عبارت اس کے حاشیے کے ذریعے بخوبی سمجھ لیا کرتا۔ میرے ہاتھ جو کتاب پڑتی میں اس کے اول و آخر کا لحاظ کیے بغیر اسے کھول کر آخر تک پڑھتا، مطالعہ کو مقدم اور ضروری سمجھتا کیونکہ علم کا حصول میرا نصب العین تھا۔ 12،13 سال کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد نسفی پڑھی 15،16 برس کی عمر میں مختصر المعانی اور مطول ختم کی اور لوگوں کے خیال سے 20 برس کی عمر میں فلسفہ ادب فقہ اور حدیث وغیرہ پڑھ چکا تھا اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے بعد ایک سال کچھ دنوں میں قرآن کریم بھی حفظ کیا اور کلام اللہ کی حفاظت میں آیا اور وہ نعمت پائی جس

کے ایک حرف کا شکریہ بھی 100 سال میں ادا نہیں کر سکتا۔ غرض یہ کہ تمام کتبِ مروجہ پر میں نے عبور حاصل کیا پھر ادب، فلسفہ، علم کلام وغیرہ میں مہارت اور پڑھائی کی مشق کے لیے ماوراء النہر گیا اور وہاں تحصیلِ علوم میں اتنا مشغول رہا کہ تعلیم و مطالعہ کتب کے شب و روز میں دو تین گھنٹہ کی فرصت ملتی تھی۔ جب اساتذہ کرام کے روبرو اثنائے سبق میں انوکھی بحث کرتا یا مفید بات کہتا تو وہ فرماتے: اے عزیز! ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور تمہارے شکر گزار ہیں۔ خدا جانے وہ کیا شوق تھا اور وہ کیسی طلب تھی، اگر اتنا ذوق و شوق طلبِ الٰہی اور باطن کی صفائی کے لیے ہوتا تو نا معلوم کس مقام پر پہنچتا! ایک مرتبہ جب کہ میں کافیہ وغیرہ پڑھا کرتا تھا ہمارے ساتھی طالب علم آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے: حصولِ علم کے بعد کیا کرو گے؟ بعض نے ظاہری طور پر کہہ دیا کہ ہمارا مقصد معرفتِ الٰہی ہے، بعض نے اپنی سادگی سے کہا: ہمارا مقصد حصولِ دنیا ہے۔ پھر مجھ سے پوچھا: بتاؤ تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا: مجھے بالکل نہیں معلوم کہ تحصیلِ علم کے بعد معرفتِ الٰہی میں مشغول رہوں گا یا دنیا طلبی میں! البتہ فی الحال اتنا معلوم ہے کہ پہلے زمانے کے عقلمندوں اور عالموں نے کیا کہا ہے اور کشف حقیقت و معلومات مسائل میں کون کون سے موتی پروئے ہیں، اس کے بعد جو حالت پیش ہو گی دیکھا جائے گا کہ عیش و عشرتِ دنیاوی کی طرف متوجہ ہوں گا یا محبتِ الٰہی اور طلبِ آخرت کے راستے پر گامزن ہوں گا۔ بچپن ہی سے مجھے معلوم نہیں کہ کھیل کود

کیا ہوتی ہے اور خاب وراحت مصاجبت و دوستی اور سیر و تفریح کیا چیز ہوتی ہے۔

میں جاڑے کی ٹھنڈی ہوا اور گرمی کے جھلسا دینے والے جھونکوں میں ہر روز دو بار دہلی کے مدرسے میں جاتا تھا جو ہمارے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہو گا، دوپہر کو تھوڑی دیر گھر ٹھہر کر چند لقمے ضرور کھالیتا۔ میرے والدین ہر چند کہتے تھے کہ تھوڑی دیر کے لیے محلے کے لڑکوں کے ساتھ کھیل لو اور وقت پر سو جاؤ میں کہتا تھا کہ آخر کھیلنے سے مقصد دل کا خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اسی سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں یا لکھوں۔ عام طور پر ماں باپ بچوں کو پڑھنے اور مکتب جانے کی تاکید اور تنبیہ کیا کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس مجھے کھیل کود کی ترغیب دیتے تھے کبھی مطالعہ کے دوران ایسا بھی ہوا کہ آدھی رات گزر گئی ہے میرے والد نے مجھ سے فریاد کی ہے کہ بابا کیا کرتے ہو میں سنتے ہی فوراً لیٹ جاتا کہ جھوٹ واقع نہ ہو اور کہتا: میں سوتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں جب وہ مطمئن ہو جاتے تو پھر اٹھ بیٹھتا اور مشغول ہو جاتا۔[1]

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1239ھ)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی انہماک اور شغفِ مطالعہ کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ان کے کتب خانے میں پندرہ ہزار کتابیں تھیں اور وہ ساری آپ کے مطالعہ سے گزر چکی تھیں۔[2]



1 . . . اخبار الاخیار، ص589 تا592، اشعۃ اللمعات، 1/ 72، 71

2 . . . نزہۃ الخواطر 8/ 346

علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1239ھ)

علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تعلیم مطالعہ میں مصروف تھے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی، آپ نے فرمایا: میں مطالعے میں مصروف ہوں مجھے فرصت نہیں ہے، آنے والے نے کہا: میں خضر ہوں آپ نے فرمایا: اگر آپ خضر ہیں تو آپ دروازہ کھولے بغیر بھی تشریف لانے کی طاقت رکھتے ہیں، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اندر تشریف لے آئے اور آپ کے کاندھوں کے درمیان دستِ اقدس رکھا، اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل سے آپ کا سینہ علم و فضل اور روحانیت کا سمندر بن گیا۔[1]

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز کے معمولات کچھ اس طرح سے تھے کہ عموماً رات کے وقت تصنیف و تالیف کرتے اور دن فتاویٰ اور تدریس و مطالعہ کے لئے وقف تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ تصانیف و تالیفات ہیں۔[2]

خاتم المفسرین علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1270ھ)

عبد الفتاح ابو غدہ (متوفی 1417ھ) مشہور محقق مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ

1 ... تذکرہ اکابر اہلسنت، ص 230

2 ... تکملۃ رد المحتار علی الدر مختار، 11/14 ملتقطا

علیہ کے متعلق کہتے ہیں: آپ بغداد کے مفتی تھے، ہر دم اس بات کے حریص رہتے تھے کہ لحظہ بہ لحظہ علم میں اضافہ ہو، علمی فوائد کو حاصل کرنے اور مشکل و دقیق مباحث کو سمیٹنے میں بالکل تساہل نہیں برتتے تھے، آپ کا دن تو افتاء و تدریس میں صرف ہوتا تھا، رات کا ایک حصہ کسی مستفید و ہم نشین کی صحبت میں گزرتا اور آخری حصوں میں تفسیر لکھا کرتے تھے، پھر وہ تفسیر کے اوراق صبح کو اپنے ہی گھر میں مقرر کردہ کاتبوں کے حوالے کر دیتے تھے، وہ سب مل کر ان اوراق کی تبییض سے تقریباً دس گھنٹوں میں فارغ ہوتے تھے۔ وہ پہلے تو پورے دن میں چوبیس اسباق پڑھایا کرتے تھے لیکن جب تفسیر کی مصروفیت بڑھی تو بڑی بڑی کتابوں کے صرف تیرہ اسباق پڑھانے لگے، تالیفات کا سلسلہ تو آخری عمر تک جاری رہا۔ حضراتِ علماء کے نزدیک آپ کی تفسیر دوسری تفاسیر کے مقابلہ میں ایک منفرد عجوبہ کی حیثیت رکھتی ہے، یہ آپ کی امامت، فضل اور شرف و کمالِ علم پر کافی وافی دلیل ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہو ہی چکا کہ یہ عظیم تفسیر رات رات میں لکھی گئی ہے اس لئے کہا گیا ہے:

وَبَادِرِ اللَّيلَ بِمَا تَشْتَهِي فَإِنَّمَا اللَّيلُ نَهَارُ الْأَرِيبِ

ترجمہ: رات کے اوقات کو ارادوں کی تکمیل کے لئے جلد کام میں لاؤ کیونکہ رات عقل مند کے لئے دن ہے۔

عبد الله الآلوسي البغدادي، مفتي بغداد وخاتمة المفسرين، المولود سنة 1217 والمتوفى سنة 1270 رحمه الله تعالى: حريصا على أن يزيد علمه في

كل لحظة، لا يفتر عن اكتساب الفوائد، واقتناص الشوارد، فكان نهاره للإفتاء والتدريس، وأول ليله لمنادمة مستفيد أو جليس، ويكتب بأواخر الليل ورقات -من تفسيره-، فيعطيها صباح اليوم التالي للكتاب الذين وظفهم في داره، فلا يكلومنها تبييضاً إلا في عشر ساعات.

وتفسيره أعجوبة فريدة لدى العلماء من بين التفاسير، وكفاه به إمامة وفضلاً وعلماً، وقد ألفه في الليل كما علمت، وقد قيل:

وبادر الليل بما تشتهي　　　فإنما الليل نهار الأريب[1]

حضرت حسن لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ

چالیس سال تک مطالعہ

حضرت حسن لولوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ پر چالیس سال اس حال میں گزرے ہیں کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پر رہتی تھی۔

وروی عن الحسن اللؤلؤی إن صح عنه أنه قال: لقد غبرت لی أربعون عاما ما قمت ولا نمت إلا والکتاب علی صدری[2]

شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

شمس الائمہ حضرت امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ

1 ... قیمۃ الزمن عن العلماء، ص 81

2 ... جامع بیان العلم وفضلہ، 2/1227

کا پیٹ خراب ہو گیا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت کتابوں کی تکرار اور بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔ پس اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو 17 بار وضو کرنا پڑا کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔ [(1)]

حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ہمیشہ ہاتھ میں کتاب دیکھی جاتی

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے ملنا جلنا موقوف کر دیا تھا اور قبرستان میں رہنے لگے تھے۔ ہمیشہ ہاتھ میں کتاب دیکھی جاتی تھی۔ ایک بار اس بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے: میں نے قبر سے زیادہ واعظ، کتاب سے زیادہ دلچسپ رفیق اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔ [(2)]

حافظ ابو طاہر بن ابو الصقر رحمۃ اللہ علیہ

کتابیں سونے سے زیادہ عزیز

حافظ ابو طاہر بن ابو الصقر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ابن جوزی علیہ الرحمہ نے "المنتظم" میں لکھا: وہ دور دراز علاقوں میں سفر کرنے والے اور مختلف شہروں کے شیوخ سے علم حاصل کرنے والوں میں سے تھے،



1 ...راہ علم، ص 33

2 ...علم اور علماء کی اہمیت، ص 41

وہ کہا کرتے تھے: یہ کتابیں مجھے ان کے وزن برابر سونے سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔[1]

حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1325ھ)

حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولادت پاکستان ضلع سرگودھا میں ہوئی، آپ خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اٹھارہ سال کا عرصہ کمال عرق ریزی سے تحصیل علوم دینیہ میں صرف کیا اور اس قدر مطالعہ میں استغراق پیدا کیا کہ اخیر کے دو سال اکثر عشاء کے بعد نماز فجر تک ساری رات مطالعہ میں گزر جاتی اور لذت مطالعہ کے باعث وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلتا، اذان فجر سننے سے تعجب ہوتا کہ ابھی تو نماز عشاء پڑھی تھی اور ابھی صبح ہوگئی ہے۔[2]

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفٰی 1340ھ)

شوقِ مطالعہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے استاد صاحب سے کبھی چوتھائی کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی بلکہ چوتھائی کتاب استاد صاحب سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب کا خود مطالعہ کرتے اور یاد کرکے سنا دیا کرتے تھے۔[3]

❀✿❀✿❀✿

1 ...المنتظم لابن جوزی، 16/ 232

2 ...رسالہ شمس العارفین، ص62 ملخصا

3 ...حیات اعلیٰ حضرت، 1/ 55

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استادی مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کے مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں "عقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ" کا ذکر نکلا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا: میرے کتب خانہ میں ہے۔ اتفاقِ وقت باوجود کہ اعلیٰ حضرت کے کتب خانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا، اور ہر سال معقول رقم کی نئ نئ کتابیں آیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت تک "عقود الدریہ" منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھی ہے، جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجیے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا، اور کتاب لاکر ساتھ ساتھ فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجیے گا۔ اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں۔ میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں، جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اچھا۔ اعلیٰ حضرت کا قصد اسی دن واپسی کا تھا، مگر اعلیٰ حضرت کے ایک جاں نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی، اس وجہ سے رکنا پڑا۔ شب کو اعلیٰ حضرت نے "عقود الدریہ" کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی، ملاحظہ فرمالیا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر گاڑی کا وقت تھا۔ بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا۔ جب اسباب درست کیا جانے لگا تو "عقود الدریہ" کو بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ۔ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لے جانے کا تھا، واپس کیوں فرمارہے ہیں؟ لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ میں نے حضرت

محدث سورتی صاحب کی خدمت میں حاضر کیا، وہ اعلیٰ حضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لیے مکان سے تشریف لا ہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا۔ فرمایا: (تم کتاب لیے میرے ساتھ واپس چلو) میں اس کتاب کو لیے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا۔ حضرت محدث صاحب نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا ”جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا“ ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا؟ فرمایا: قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا، اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا۔ لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا: بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گی؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہو گی، فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شآءاللہ عمر بھر کے لیے محفوظ ہو گیا۔[1]

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1356ھ)

قبلہ عالَم حضرت پیر سید مہر علی شاہ مجدد گولڑوی قدس سرہ کے متعلق منقول ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسمِ سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ میں ہی گزرتیں حتی کہ اسی حالت میں فجر کی اذان ہو جاتی۔[2]



1 ...حیات اعلیٰ حضرت، 1/133

2 ...مہر منیر ص 79

مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1367ھ)

حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پیلی بھیت کے زمانۂ قیام میں سارا دن پڑھنے پڑھانے میں اور رات کا اکثر حصہ مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ میں نے ان دنوں صحاح ستہ، مؤطا امام محمد، کتاب الحج و کتاب الآثار، شرح معانی الآثار اور مسند امام اعظم حرفاً حرفاً مطالعہ کیں اور سماعت بھی کی۔

میں نے چودہ مہینے پیلی بھیت میں اقامت کی شاید ہی کسی روز چھٹی ملی ہو، جمعہ کے روز بھی اسباق ہوتے تھے، ایک بار مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ کافیہ کی عبارت زبانی یاد کرلی جائے، چنانچہ ایک ہی دن میں پوری کتاب یاد کر ڈالی۔[1]

ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1382ھ)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا یہ حال تھا کہ ضرورت کی تکمیل کے بعد وقت ضائع نہ فرماتے، مختلف علوم و فنون کا مطالعہ فرماتے، قیلولہ کے وقت عموماً رسائل کا مطالعہ فرماتے، جب کوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ان سے علمی گفتگو فرماتے یا واقعات بیان کرتے، طلبہ کرام کو کتابوں اور اہم رسائل پڑھنے کی ترغیب دیتے۔[2]



1 . . . حیات صدر الشریعۃ، ص 20/24

2 . . . فتاوی ملک العلماء، ص 42

محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 1382ھ)

محدثِ اعظم پاکستان نے بریلی پہنچ کر دار العلوم منظرِ اسلام میں تعلیم شروع فرمائی۔ دارالعلوم کے دیگر طلبہ کا قیام شہر کی مساجد میں ہوتا تھا لیکن نووارد طالب علم محمد سردار احمد کو حضرت حجۃ الاسلام نے خاص اپنے آستانہ پر ٹھہرایا۔ حضرت شیخ الحدیث کے قیام، طعام اور دیگر تمام اخراجات کا ذمہ بھی آپ نے لے لیا۔ جس قسم کا لباس اپنے صاحبزادوں کے لئے بنواتے اس قسم کا لباس آپ کے لئے بھی سلواتے یہاں تک کہ لباس کے رنگ میں بھی یکسانیت اختیار فرماتے۔

شب بیداری اور مطالعہ

یہ وہ دور تھا کہ نہ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام میں بجلی تھی اور نہ ابھی محلہ سوداگران بریلی میں بجلی آئی تھی۔ اور طلبہ تورات کو سو جاتے لیکن حضرت محدثِ اعظم پاکستان رات کو بارہ / ایک بجے تک میونسپل کمیٹی کے لیمپ کے نیچے کھڑے ہو کر اپنا سبق یاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام کو معلوم ہوا تو اس وقت کے مہتمم صاحب کو مولانا سردار احمد کے کمرے میں لیمپ کا انتظام کرنے کا حکم دیا۔

صرف ونحو کی ابتدائی کتب آپ نے مولا نا محمد حسین اور حضرت حجۃ الاسلام سے پڑھیں جبکہ منیۃ المصلی، قدوری، کنز الدقائق اور شرح جامی

تک کتابیں مفتی اعظم سے پڑھیں۔

جب دیکھتا، پڑھتے دیکھتا

حضرت مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جب ان (حضرت شیخ الحدیث) کو دیکھتا، پڑھتے دیکھا۔ مدرسہ میں، قیام گاہ پر حتی کہ جب مسجد میں آتے تو بھی کتاب ہاتھ میں ہوتی۔ اگر جماعت میں تاخیر ہوتی تو بجائے دیگر اذکار و اوراد کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ ان کے اس والہانہ ذوقِ تحصیلِ علم سے میں بہت متاثر ہوا۔ میرے پاس دوسرے پنجابی طالب علم مولوی نذیر احمد پڑھتے تھے۔ ان سے دریافت کرنے پر انہوں نے ان کی ساری سرگزشت سنائی۔ پھر ان کے ذریعے وہ میرے پاس آنے جانے لگے ان کے بااصرار درخواست کرنے اور مولوی نذیر احمد کی سفارش پر میں نے انہیں منیہ، قدوری، کنزاور شرح جامی پڑھائی۔ (1)

شب بھر مطالعہ

راتوں کو جاگ کر پڑھنے کی عادت تو بریلی ہی میں حضرت شیخ الحدیث نے پختہ کرلی تھی۔ اجمیر شریف میں نہ صرف یہ عادتِ مبارکہ قائم رہی بلکہ اس میں کچھ اضافہ ہوگیا۔ چنانچہ مولانا معین الدین شافعی کا بیان ہے کہ جب آپ اجمیر شریف تعلیم حاصل کرتے تھے تو اس دوران آپ کی محنت کا عالم یہ تھا کہ نمازِ عشاء کے بعد آپ سامنے کتاب رکھ کر بیٹھ جاتے اور مطالعہ کرتے



1 ... حیات محدث اعظم، ص34

ہوئے بسا اوقات فجر کی اذان ہو جاتی۔ اس محنت و لگن کو دیکھ کر حضرت فقیہ اعظم صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ نے (طباخ) لانگری کو حکم فرمادیا تھا کہ ”سردار احمد کو نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھلا دیا کرو تاکہ اس کے مطالعہ میں حرج نہ ہو۔“ (1)

اطباء کی ممانعت کے باوجود مطالعہ کی پابندی

مطالعہ کتب کا کچھ ایسا ذوق و شوق تھا کہ کسی قیمت پر اس معمول میں ناغہ گوارا نہ تھا۔ ایک مرتبہ اجمیر مقدس میں آپ کے سر پر سخت چوٹ آئی۔ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا اور کتب بینی کی سخت ممانعت کر دی۔ اس کے باوجود تکلیف کی پروا کئے بغیر مطالعہ میں مصروف رہے اور اسباق کا ناغہ نہ کیا۔ اپنی مطالعہ کی عادت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے خود حضرت محدث اعظم پاکستان فرماتے تھے کہ ”میں جب فقہ کی کتاب ”منیۃ المصلی“ پڑھا کرتا تھا تو ساتھ فتاویٰ شامی کا بھی مطالعہ کیا کرتا تھا۔“ (2)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1391ھ)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کو دورانِ طالب علمی رات مطالعہ کے لیے جو تیل ملتا تھا وہ تقریباً آدھی رات تک چلتا۔ چراغ تو بجھ جاتا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شوقِ علم کا دیا جلتا رہتا چنانچہ جب مدرسہ کا چراغ گُل ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ

❶ ... حیات محدث اعظم، ص36

❷ ... حیات محدث اعظم، ص36 ملخصاً

علیہ باہر نکل آتے اور گلی میں جلتے ہوئے بلب کی روشنی میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے میں مصروف ہو جاتے۔[1]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہدِ طالب علمی میں اسباق کے مطالعہ اور تکرار کے بے حد پابند تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ رات گئے تک آئندہ صبح پڑھے جانے والے اسباق کا مطالعہ کرتے اور صبح کلاس میں استادِ محترم کے روبرو ہو کر اسباق کی تقریر سنتے، پھر دیگر طلبہ ساتھیوں کے ساتھ سبق کی دوہرائی کرنے بیٹھ جاتے، جس میں استادِ محترم کی سبق سے متعلق پوری تقریر دہرا دیتے، پھر استادِ محترم کے قائم کردہ سوالات و جوابات پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے۔[2]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ شمس العلوم کے جس کمرے میں جگہ ملی تھی اس میں دوسرے طلبہ بھی رہائش پذیر تھے اور اکثر شور و شغف کا ماحول بنا رہتا تھا، جس کی وجہ سے اکثر رات میں آپ کو اسباق کے مطالعہ میں پریشانی ہوتی، ایک بار آپ کلاس میں "نحو میر" کا سبق پڑھنے بیٹھے تو سمجھ میں نہیں آیا، جس کی وجہ سے آپ پریشان دکھائی دیئے، استادِ محترم نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو آپ نے وجہ بتائی، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک الگ کمرے کا انتظام کر دیا گیا جہاں آپ مطالعہ فرماتے تھے۔[3]

❀✿❀✿❀✿

1 . . . حالات زندگی، حیات سالک، ص 82 ملخصاً

2 . . . فیضان مفتی احمد یار خان نعیمی، ص 18

3 . . . دو عظیم شخصیتیں، ص 27

حضرت علامہ نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1404ھ)

حضرت علامہ مولانا نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کے ہم جماعت مولانا جلال الدین صاحب جیون شاہی فرماتے ہیں: میں حضرت کو بچپن سے جانتا ہوں، میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھیلتے ہوئے نہیں پایا، ہمیشہ محوِ مطالعہ ہی پایا۔ دورانِ تعلیم محنت لگن اور ذاتی مطالعہ سے وہ استعداد پیدا کی کہ آپ کے اساتذہ کرام بھی اس خداداد صلاحیت کے معترف تھے۔[1]

علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1406ھ)

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایامِ طالب علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں تعلیم کے بعد اکثر و بیشتر کھانے کو بہت کم ملتا تھا، اکثر فاقوں میں زندگی بسر ہوتی تھی اس حالت میں بھی روزانہ حدیثِ پاک کے چالیس چالیس صفحات یاد کرلیا کرتا تھا۔[2]

حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ گھر میں قبلہ رو ہوکر کتابیں جمع کرکے مطالعہ کرتے رہتے کہ مطالعہ کے علاوہ کوئی چیز انہیں اچھی نہیں لگتی تھی۔[3]



1 ... فتاوی نوریہ، 1/69 ملخصا

2 ... فیضان علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، ص 8

3 ... معجم السفر، ص 116

امیرِ اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کا شوقِ مطالعہ

امیر اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ لڑکپن یا بچپن کا واقعہ ہے کہ ہم کراچی کے اندر گو گلی اولڈ ٹاؤن میں رہائش پذیر تھے۔ محلے کی مسجد میں ایک پیارے عالمِ دین تھے جو عشا کی نماز کے بعد ایک یا دو مسئلے بتاتے تھے، ایک دن ایک سائل نے عالم صاحب سے سوال کیا تو انہوں نے ایک کتاب لانے کا حکم دیا جب کتاب ان کو دی گئی تو اس پر جلی حروف سے بہارِ شریعت لکھا تھا، مجھے اس وقت خاص پڑھنا تو نہیں آتا تھا لیکن جگہ جگہ پر مسئلہ لکھا تھا، مسائل سن کر مجھے سکون ملتا تھا تو میں نے چاہا کہ کاش! یہ مجھے مل جائے، لیکن اس وقت نہ مجھے یہ پتا تھا کہ کہاں سے ملتی ہے اور نہ اتنے پیسے تھے کہ خرید سکوں، پھر ایک دن وہ آیا جب مجھے خریدنے کی توفیق ملی اور پھر میں نے بہارِ شریعت سے وہ فیوض و برکات حاصل کیے کہ بیان سے باہر ہیں، مجھے اس کتاب کی برکات سے معلومات کا وہ انمول خزانہ ہاتھ آیا کہ میں آج تک اس کے گُن گاتا ہوں۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اس طرح منہمک ہو کر مطالعہ کرتے کہ بارہا ایسا ہوا کہ کتاب گھر کے اسلامی بھائیوں میں سے کوئی اسلامی بھائی کسی مسئلے کے حل کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن مطالعہ میں مصروف ہونے کی بنا پر آپ کو اس کی آمد کی خبر نہ ہوئی اور کچھ دیر بعد اتفاقاً نگاہ اٹھائی تو اس اسلامی بھائی نے اپنا مسئلہ عرض کیا۔ آپ نہ صرف خود مطالعے

کا شوق رکھتے ہیں بلکہ اپنے مریدین و متوسلین اور محبین کو بھی دینی مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

مفتیِ دعوتِ اسلامی مفتی فاروق رحمۃ اللہ علیہ

شوقِ مطالعہ

مفتیِ دعوتِ اسلامی اکثر مطالعے میں مشغول رہا کرتے اور اپنی وفات سے قبل بھی دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، آپ نے فتاویٰ رضویہ اور بہارِ شریعت کا مکمل مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ فتاویٰ رضویہ سے حاصل ہونے والے نکات بھی جمع کر رکھے تھے۔[1]

مفتیِ دعوت اسلامی اپنی جیب میں ہر وقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا کوئی نہ کوئی رسالہ رکھتے اور فارغ وقت ملتے ہی وہ رسالہ نکال کر پڑھنا شروع کر دیتے۔

وہ اکابر اہلِ علم جنہوں نے ایک کتاب کا کئی کئی دفعہ مطالعہ کیا

”المہذب“ کا پچیس دفعہ مطالعہ

”المھذب فی فقہ الامام الشافعی“ یہ کتاب امام ابو اسحاق ابراہیم بن

1 ... مفتی دعوت اسلامی، ص 43

علی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی476ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب کی شرح شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے "المجموع شرح المھذب" کے نام سے لکھی۔ امام عمر بن عبد الرحیم بن عبد الرحمٰن المعروف ابن العجمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 642ھ) نے "المھذب" کا پچیس دفعہ مطالعہ کیا اور اس کا درس بھی دیا۔

ابن العجمی عمر بن عبد الرحيم بن عبد الرحمن الشافعي يقال: ألقى "المهذب" دروسا خمسا وعشرين مرة.[1]

"المقنع" کا سو دفعہ مطالعہ

علامہ ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی620ھ) نے "المقنع فی الفقہ" کے نام سے کتاب لکھی، اس کتاب کی شرح امام عبد الرحمٰن بن محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 682ھ) نے "الشرح الکبیر علی متن المقنع" کے نام سے 12 جلدوں میں لکھی، شارح نے اپنی اس کتاب میں دلائل و مسائل اور جزئیات ذکر کرنے میں زیادہ تر استفادہ ماتن کی شہرہ آفاق کتاب "المغنی" سے کیا ہے۔ امام اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الفراء دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی729ھ) نے "المقنع" متن کا ایک سو(100) دفعہ مطالعہ کیا۔

إسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن الفراء الحراني، ثم الدمشقي،

---

1 ...سیر اعلام النبلاء، 115/23

الفقیه الإمام الزاهد، مجد الدین أبو الفداء، شیخ المذهب ویقال: إنه أقرأ «المقنع» مائة مرة[1]

”الحاوی“ کا تیس دفعہ مطالعہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 204ھ) کے شاگرد امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 264ھ) نے ”مختصر المزنی“ کے نام سے کتاب لکھی، اس کتاب کی شرح علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 450ھ) نے ”الحاوی الکبیر فی فقه مذهب الإمام الشافعی“ کے نام سے 19 جلدوں میں لکھی۔ امام محمد بن عبدالقادر بن محمد السنجاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 838ھ) نے ”الحاوی“ کا تیس (30) دفعہ مطالعہ کیا ہے۔

محمد بن عبد القادر بن عمر النجم السنجاری الشیرازی الأصل الواسطی المولد الشافعی المقرئ نزیل الحرمین وربما کتب له المدنی ویعرف بالسکاکینی وسمی شیخنا والده عبد الله بن عبد القادر، قیل إنه أقرأ الحاوی ثلاثین مرة وله شرح علی المنهاج الأصلی[2]

”العباب“ کا آٹھ سو دفعہ درس

”العباب فی فقه الشافعیة“ یہ قاضی شہاب الدین باغونی رحمۃ اللہ علیہ کی



1 ... ذیل طبقات الحنابلة، 2/409 ملتقطا

2 ... الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، 8/69

ہے، علامہ مرتضٰی حسن زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے مادہ قیر کے تحت امام عبد القدیم بن حسین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے "العباب" کا آٹھ سو(800)مرتبہ درس دیا۔

منها أوحد عصره الفقيه المحدث عبد المنعم ابن عبد الرحمن بن حسين بن أبي بكر النزيلي الشافعي، سمع الحديث من جماعة، ووالده شيخ الديار اليمنية، وعمه عبد القديم بن حسين، درس العباب ثمانمائة مرة[1]

"صحیح البخاری" کا تیس دفعہ مطالعہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) امام عثمان بن محمد بن عثمان بن ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 713ھ) کے حالات میں فرماتے ہیں: انہوں نے صحیح بخاری کا تیس(30) دفعہ مطالعہ کیا۔

عثمان بن محمد بن عثمان بن أبي بكر التوزري المالكي كان يقول أنه قرأ البخاري ثلاثين مرة[2]

تحقیق و تدقیق کے ساتھ تفسیر کشاف کا آٹھ مرتبہ درس

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ امام صالح بن عبد اللہ بن جعفر بن علی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 727ھ) کے حالات میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے زمخشری (متوفی



1 ...تاج العروس، 13/502

2 ...الدرر الکامنۃ، 3/262

538ھ) کی ”الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل“ کا تحقیق و تدقیق، بحث و مباحثہ اور نہایت غور و فکر کے ساتھ آٹھ (8) مرتبہ مکمل تفسیر کا درس دیا۔

صالح بن عبد اللہ بن جعفر بن علی بن صالح الاسدی محیی الدین ابن الصباغ الحنفی الکوفی ذکرہ التاج عبد الباقی فی ذیل الوفیات فقال کان فریدا فی علوم التفسیر و الفقہ و الفرائض و الادب نادرۃ العراق فی ذلک مع الزھد و الفضل و الورع ألقی الکشاف دروسا من صدرہ ثمانی مرات مع بحث وتدقیق و أیراد و تشکیك (1)

ہر مہینے میں ”المدونۃ“ کا سماع

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) امام یحیٰی بن ہلال بن زکریا بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 367ھ) کے حالات میں فرماتے ہیں کہ یہ مالکی مذہب کے مسائل کے حافظ تھے، محدثین میں ان سے زیادہ مستقل مزاج و استقامت والا نہیں دیکھا گیا، آپ روزانہ ظہر سے رات تک ”المدونۃ“ کا سماع کرتے تھے، اس طرح ہر مہینے میں پوری کتاب کا سماع مکمل ہو جاتا تھا، اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔

یحیی بن ھلال بن زکریا بن سلیمان بن مطر قرطبی. یکنی بأبی زکریا وکان حافظاً لمسائل المالکیۃ، بصیراً بالعقود، مقصوداً فی السماع، دربا علیه، لم یرَ فی المحدثین أصبر منه علی المواظبة. لذلك کان یجلس کل یوم

1 ... الدرر الکامنۃ، 2/356

لإسماع المدونة، من الظهر الى الليل، يستوعب قراءتها كل شهر. تمادى على ذلك عمره[1]

لاجواب و بے مثال مطالعہ

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 973ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے "شرح روض" کا تقریباً پندرہ بار مطالعہ کیا، کتاب "الام" جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے تین بار مطالعہ کیا، اس کے ساتھ ساتھ کتاب پر لکھی گئی ان کے اصحاب کی تعلیقات مطالعہ کرتا تھا۔ "مختصر المزنی" اور اس کی شرح کا جس کو شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا ہے کئی دفعہ مطالعہ کیا اور "مسند الامام الشافعی" کا بہت مرتبہ مطالعہ کیا اور کتاب "المحلی" علامہ ابنِ حزم کی جو انہوں نے علم خلاف میں تیس جلدوں کے اندر لکھی ہے ایک مرتبہ مطالعہ کیا، علامہ موصوف کی کتاب "الملل و النحل" پڑھی۔ اور کتاب "المعلی" کا جو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المجلی" سے مختصر کرکے لکھی ہے اور "کتاب الحاوی" کا جو علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے دس جلدوں میں تالیف کی ہے اور "الاحکام السلطانی، شیخ موصوف کی ان سب کا ایک دفعہ مطالعہ کیا۔

ان کتابوں کا بھی مطالعہ کیا: "فروع ابن الحداد" اور "کتاب الشامل" ابن الصباغ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "العدہ" ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ کی اور "کتاب

❀✿❀✿❀✿

1 . . . ترتیب المدارک وتقریب المسالک، 6/301

المحیط والفروق الرافعی الکبیر والصغیر" اور "شرح المھذب" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اور "القطعۃ" علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً پچاس دفعہ مطالعہ کیا۔ اور "شرح مسلم" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ مرتبہ مطالعہ کیا اور "المبھمات والتعقبات" کا دو مرتبہ مطالعہ کیا، اور کتاب "الخادم" کا دو مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور "کتاب القوت" کا اور "کتاب التوسط" اور "الفتح" کا اور "کتاب العمدہ" علامہ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کی اور انہی کی تصنیف کردہ ان دو کتابوں کا "العاجلہ" اور "شرح التنبیہ" کا ایک ایک دفعہ مطالعہ کیا۔ اور تفسیر جلالین کا تیس دفعہ مطالعہ کیا۔ اور امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شرح المنہاج" کا دس دفعہ مطالعہ کیا اور بخاری شریف کی شرح "فتح الباری" اور "شرح العینی" کا ایک ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور بخاری کی شرح "شرح کرمانی" کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "شرح البرماوی" کا دو مرتبہ مطالعہ کیا اور "التنقیح" علامہ زرکشی کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "شرح القسطلانی" کا بھی تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "شرح مسلم" قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرتبہ مطالعہ کیا اور "تفسیر البغوی" کا تین دفعہ مطالعہ کیا اور "تفسیر خازن" کا پانچ مرتبہ مطالعہ کیا اور "تفسیر ابن عادل" کا ایک دفعہ، "تفسیر الکوشی" کا تین مرتبہ اور "تفسیر ابن زھرۃ" اور "مکی" کا ایک ایک مرتبہ اور "تفسیر جلال الدین" کا جو منقول اور معروف ہے "الدر المنثور فی التفسیر الماثور" کا تین مرتبہ مطالعہ کیا اور "تفسیر کشاف" کا مع اس کے حواشی کے مثلاً "حاشیۃ الطیبی" اور "حاشیۃ التفتازانی" اور

"حاشیة ابن المنیر" کا تین تین مرتبہ مطالعہ کیا۔ اور ان تمام مواقع سے واقف ہو گیا جو معتزلہ کے موافق ہیں اور پھر اس کو ایک جز میں جمع بھی کر لیا۔ اور "تفسیر کشاف" کے ساتھ "البحر" کا بھی مطالعہ کیا جس کو ابن حبان نے تالیف کیا ہے اور "اعراب السمین" اور "اعراب السفاقسی" کا بھی اور "تفسیر بیضاوی" کا مع اس کے حواشی کے تین مرتبہ مطالعہ کیا، اور "تفسیر ابن النقیب مقدسی" کا جو سو جلدوں میں ہے، اور علامہ واحدی رحمۃ اللہ علیہ کی اور شیخ عبد العزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں تفاسیر کا کئی کئی مرتبہ مطالعہ کیا۔

حدیث کی غیر محدود کتابوں کا مطالعہ کیا جن کو اس تھوڑے وقت میں شمار نہیں کر سکتا۔ ان میں سے بعض کتابوں کا ذکر کرتا ہوں مثلاً "مؤطا امام مالك، مسند امام احمد، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں مسانید، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن أبي داؤد، سنن الترمذی، سنن النسائی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند امام سعید بن عبد الله الازدی، مسند عبد الله بن حمید الغیلانیات، مسند الفردوس الکبیر، اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں "معاجم" کا بھی مطالعہ کیا۔

اور ان کتابوں کا مطالعہ کیا: "جامع الاصول، اور تینوں "جوامع" علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "السنن الکبری" کا مطالعہ بھی کیا اور پھر اس کا اختصار بھی لکھا۔ شیخ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کوئی کتاب حدیث میں ادلہ کے جامع ہونے کی حیثیت

سے علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "السنن الکبری" سے زیادہ اچھی نہیں ہے کیوں کہ اس میں مؤلف نے تمام زمانہ کی حدیثیں جمع کر دی ہیں۔ اور میں نے اس کتاب (میزان الکبری) کے اندر جمع بین الاحادیث میں جن جن اصول کی کتابوں سے مدد لی ہے ان میں سے یہ کتاب سب سے بڑی ہے۔

علم لغت کی کتابوں میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا: "صحاح الجوھری، "النہایہ" علامہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی، اور "القاموس" اور "تھذیب الاسماء واللغات" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تین مرتبہ مطالعہ کیا۔

اصولِ فقہ میں سے تقریباً ستر کتابوں کا مطالعہ کیا اور اہلِ سنت وجماعت اور فرقہ معتزلہ اور فرقہ قدریہ اور وہ لوگ جو تصوف میں بہت منہمک رہتے ہیں اور خلافِ شرع باتیں کرتے ہیں ان سب کے مذاہب سے اچھی طرح واقف ہو گیا۔

علماءِ متقدمین اور متأخرین کے غیر محدود فتاویٰ کا مطالعہ کیا، یہاں ان میں سے کچھ کا ذکر کرتا ہوں: فتاویٰ قفال، فتاویٰ قاضی حسین، فتاویٰ ماوردی، فتاویٰ غزالی، فتاویٰ ابن الحداد، فتاویٰ ابن الصلاح، فتاویٰ ابن عبد السلام، فتاویٰ السبکی، فتاویٰ البلقینی، اور ان دونوں کی کئی کئی جلدیں ہیں۔ اور شیخ زکریا اور شیخ شہاب الدین وغیرہ کے فتاویٰ کا بھی مطالعہ کیا۔

علمِ قواعد میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا: "قواعد ابن عبد السلام الکبریٰ، قواعد ابن عبد السلام الصغریٰ، قواعد العلاسی، قواعد ابن

السبکی، قواعد الزرکشی، پھر اس آخری کتاب کا میں نے اختصار بھی کیا۔

میں نے کتب سیر میں سے بھی بہت کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مثلاً سیرت ابن ھشام، سیرت ابن سید الناس، سبل الھدیٰ والرشاد، اور یہ کتاب سیرت میں بڑی جامع ہے۔اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی "الخصائص الکبریٰ" کا مطالعہ کیا، پھر اس کا میں نے اختصار بھی کیا۔

علم تصوف میں بے حد کتابوں کا مطالعہ کیا جن کو میں اس وقت شمار نہیں کر سکتا۔ بعض کتابوں کا نام لیا جاتا ہے: مثلاً "القوت" امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی، "الرعایہ" امام حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی، "رسالۃ القشیری"، احیاء العلوم، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی، "عوارف المعارف" امام سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی، "رسالۃ النور"، امام احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اور اس کی دو جلدیں ہیں "الفتوحات المکیہ" اس کی دس جلدیں ہیں پھر اس کا اختصار بھی لکھا۔

علامہ ابن حزم کی کتاب "الملل والنحل" کا بہت مرتبہ مطالعہ کیا اور تمام صحیح اور فاسد عقیدوں سے واقف ہو گیا۔ پھر میں نے ہمت کر کے مذاہبِ اربعہ کی بقیہ کتابوں کو دیکھنے کا ارادہ کیا۔

چنانچہ مذہب مالکی کی مستند کتاب جس پر عمل کیا جاتا ہے۔ "المدونۃ الکبریٰ" کا مطالعہ کیا پھر اس کا اختصار بھی کیا۔ پھر ان کتابوں کا مطالعہ بھی کیا: المدونۃ الصغری، کتاب ابن عرفہ، بدایۃ المجتھد، شرح رسالۃ ابن ابی زید اور مذہبِ مالکی میں جو جو مفتیٰ بہ مسائل ہیں وہ سب مجھے معلوم ہو گئے اور

جن جن مسائل کے استنباط میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مخصوص ہیں ان سے بھی خوب واقف ہو گیا۔

مذہبِ حنفیہ کی کتابوں میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا: ”القدوری، شرح مجمع البحرین، شرح الکنز، فتاویٰ قاضی خان، منظومۃ النسفی، شرح الھدایہ، تخریج احادیث الھدایہ، علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی، اور ان میں اگر کسی جگہ سمجھ میں نہیں آتا تھا تو شیخ نورالدین طرابلسی یا شیخ شہاب الدین شبلی سے یا شمس الدین غزی وغیرہ سے دریافت کرلیتا تھا۔

کتب مذہبِ حنبلی میں سے ان کتابوں کا مطالعہ کیا: شرح الخرقی، ابن بطہ اور ان کے علاوہ اور کتابیں اور ان کے اندر جب مشکلات واقع ہوتی تھیں تو شیخ الاسلام شبشینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ الاسلام شہاب الدین فتوحی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے دریافت کرلیتا تھا۔ ان تمام مذکورہ کتب کا مطالعہ اللہ پاک کے اور میرے درمیان تھا۔ اللہ پاک اس وقت میں برکت دے اس قلیل وقت میں تھوڑی سی کتابیں ان بہت سی کتابوں میں سے جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے پیش کر دیں، اور اگر کسی شخص کو میرے ان سب کتابوں کے مطالعہ کرنے میں شک یا شبہ ہو تو اگر وہ میرا ہم عصر ہے تو ان تمام کتابوں میں سے کوئی کتاب میرے پاس لا کر پڑھے اور میں اس کا بغیر مطالعہ حل کر کے دکھاؤں گا ان شاءاللہ، بے شک خدا تعالیٰ ہر امر پر قادر ہے۔[1]

❀✿❀✿❀✿

1 ... کتاب المیزان للامام عبد الوہاب الشعرانی، 1/256 تا 261

جیب صفحاتِ مطالعہ سے خالی نہ ہوتی

شیخ طاھر جزائری مالکی رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے یا کتب خانے سے نکلتے تو کوئی کتاب یا کچھ صفحات پڑھنے کے لئے ضرور ان کی جیب میں ہوتے تاکہ راستہ چلنے کے دوران ان کا وقت ضائع نہ ہو، ان کی زندگی کا کوئی لمحہ تصنیف و تالیف، علمی مذاکرہ یا مطالعہ سے خالی نہ ہوا کرتا تھا، جب کوئی کتاب پسند آتی تو بار بار اس کا مطالعہ کرتے تھے۔[1]

بخاری کا 700 دفعہ مطالعہ

امام ابو بکر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے "صحیح البخاری" کا سات سو مرتبہ مطالعہ کیا۔[2]

بخاری کو 380 دفعہ پڑھا

امام سلیمان بن ابراہیم الیمنی کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے "صحیح البخاری" کو 380 مرتبہ پڑھا، پڑھایا اور سنایا۔[3]

"المہذب" کا مطالعہ

امام یحیٰی بن ابو الخیر العمرانی کے بارے میں منقول ہے کہ آپ "کتاب المہذب" کے 41 حصوں میں سے ایک حصہ کا دن رات میں چودہ مرتبہ

---

1 ... العلماء العزاب، ص 210

2 ... الصلۃ لابن بشکوال، ص 433

3 ... فہرس الفہارس، 2/1044

مطالعہ کرتے تھے۔[1]

بعض کتب کو ہزار دفعہ پڑھنے والے

امام عباس بن الولید الفارسی کے بارے میں منقول ہے کہ ”ان کی کچھ کتابوں کے آخر میں یہ لکھا ہوا ملا: میں نے اسے ہزار مرتبہ پڑھا۔[2]

المؤطا اور المبسوط کا مطالعہ

امام ابو بکر الابہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے المؤطا کا پینتالیس مرتبہ اور المبسوط کا تیس مرتبہ مطالعہ کیا۔[3]

تفسیر ”ابنِ عطیہ“ حفظ ہوگئی

امام عبد اللہ بن محمد الیعمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے تفسیر ابنِ عطیہ کا اتنا مطالعہ کیا کہ تقریباً حفظ ہوگئی۔[4]

پچاس سال سے ”الرسالۃ“ کا مطالعہ

امام مزنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں پچاس سال سے کتاب ”الرسالۃ“ کا مطالعہ کر رہا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ میں نے جب بھی اس کا مطالعہ کیا ہو اور مجھے کوئی ایسی چیز نہ ملی ہو جو پہلے معلوم نہ تھی (یعنی ہر بار علم کا

1 ...تاریخ الاسلام للذہبی، 12/155
2 ...طبقات علماء افریقیۃ، ص254، ریاض النفوس لابی بکر عبد اللہ بن محمد المالکی، 1/249
3 ...ترتیب المدارک، 6/186
4 ...درۃ الحجال فی اسماء الرجال، 3/50

کوئی نیا نکتہ ملتا تھا)۔[1]

مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ذوقِ مطالعہ

حضرت مولانا مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ساری رات مطالعہ میں گزار دیتے تھے، صحیح بخاری شریف پڑھنے کے لئے "عینی" کا مطالعہ کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تھا، جو کہ پچیس جلدوں پر مشتمل ہے، روزانہ بخاری شریف کے آٹھ صفحات پڑھنے ہوتے تھے جبکہ بخاری شریف کے ایک صفحہ کی تشریح "عینی" کے کئی صفحات بن جاتے ہیں اور یہ طے تھا کہ کل کے لئے "شرح عینی" کا مطالعہ کرکے سونا ہے۔اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کتاب کا مطالعہ کرکے سوتے تھے۔[2]

کثیر التصانیف بزرگانِ دین

دنیا کی تاریخ میں جن شخصیات کا ہم ذکرِ خیر کرتے ہیں ان کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک خاص وصف اپنے وقت کی قدر دانی بھی ہے اور جن حضرات نے وقت کی قدر کی اللہ نے ان کے لئے بڑے بڑے کام آسان کردیئے۔یہی وجہ ہے کہ جہاں ہمارے اسلاف نے کثرت سے مطالعہ کرکے امتِ مسلمہ کے قلوب میں جگہ پائی ہے وہیں کثیر کتابیں تحریر کرکے امتِ مصطفٰی کے لئے اصلاح کا سامان بھی کیا ہے۔ ذیل میں چند کثیر التصانیف

1 ...طبقات الشافعیۃ الکبری للسبکی، 2/99
2 ...وقار الفتاوی، 1/5

بزرگوں کے اسمائے گرامی مع تصانیفِ کثیرہ کی جھلک ملاحظہ کرکے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے۔

✿ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 11 ہے جن کے سینکڑوں صفحات بنتے ہیں۔

✿ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک ہزار کتب تحریر فرمائیں۔

✿ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف "کتاب الام" پندرہ جلدوں میں ہے، اس کے علاوہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے 113 کتابیں مزید لکھیں۔

✿ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں۔

✿ ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے 80 جلدوں پر مشتمل "تاریخ مدینہ دمشق" جو کہ ابن عساکر کے نام سے مشہور ہے تصنیف کی اور اس کے علاوہ 50 کتب مزید لکھیں۔

✿ علامہ عبد الرحمٰن ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار سے زیادہ کتب تحریر کی ہیں۔

✿ امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف 250 سے زیادہ بتائی جاتی ہیں۔

✿ علامہ احمد بن علی الخطیب بغدادی کی 60 سے زائد تصانیف ہیں۔

✿ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سب سے زیادہ ہیں، ان کی بخاری کی شرح "عمدۃ القاری" 21 جلدوں پر

مشتمل ہے۔

✿ ابنِ عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب آٹھ سو800 جلدوں کی تحریر فرمائی۔

✿ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "یاقوت التاویل" نامی کتاب چالیس جلدوں میں لکھی۔

✿ محدث ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے کتب کی تحریر میں سات سو درہم کی روشنائی استعمال کی۔اس سے اندازہ لگایاجاسکتا ہے کہ انہوں نے کتنے صفحات تحریر کئے ہوں گے۔

✿ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ترجمہ قرآن بنام کنز الایمان اردو زبان میں کیا، اس کے علاوہ آپ کی کئی تصانیف ہیں سب سے مشہور تصنیف 30 ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاوی رضویہ ہے اور اس میں بھی وہ فتاوی جات شامل ہیں جو جمع ہو سکے۔ نیز جو جمع نہ ہوئے ان کی تعداد بھی کہیں زیادہ ہے۔

✿ موجودہ دور کی عظیم ہستی قبلہ امیر اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ بھی کثیر التصانیف ہیں، آپ دامت برکاتہم العالیہ کے چھوٹے بڑے رسائل کی تعداد تقریباً 181 ہے جبکہ آپ کی کتابوں کی تعداد 18 ہے اس کے علاوہ "مدنی مذاکرہ" کے نام سے قائم ہونے والی علمی نشست میں سوالات کے جوابات اور دیگر ملفوظات بھی کئی جلدوں پر

عنقریب منظر عام پر آنے والے ہیں۔

اللہ کریم ان تمام بزرگوں کے شوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحریر سے ہمیں بھی وافر حصہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاویٰ رضویہ کی عبارات
6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 علم کے پیاسے لوگ 13 علم غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیات انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امام اعظم کی ذہانت کے واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی 111 نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار
34 تخریج احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل
36 شانِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات
38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال
41 مَا ئِلَاتٌ مُمِیْلَاتٌ کون؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت
43 امام مسلم علیہ الرحمۃ اور معمولاتِ اہلسنت 44 سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں
45 کالے جادو کا علاج 46 تعویذ پہننا شرک نہیں
47 حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟ علمی و تحقیقی گفتگو 48 خون کے آنسو
49 ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ 50 بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت 51 بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت
52 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت 53 اسمِ اعظم کی تحقیق
54 بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ و خیرات 55 نفسِ اَمّارہ کی شرارتیں
56 اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی و تحقیقی رسالہ 57 حُسن و جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
58 فراستِ مومن 59 جوامع الکلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم 60 تفسیرِ آیتِ ختمِ نبوت علمی و تحقیقی رسالہ
61 دعا مومن کا ہتھیار ہے 62 صحبت کا اثر 63 اصل ترقی 64 بزرگانِ دین کا طریقۂ شکرگزاری
65 مایوسی کا علاج

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 مسئلہ سماعِ موتیٰ پر علمی و تحقیقی گفتگو
2 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
3 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
4 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

مکتبہ افکارِ رضا
MAKTABA AFKAR-E- RAZA
 +923155322470
 /FIQHIMASAIL2526  /SYEDKAMRAN786
 +923169168614  /IAMKAMRANMADANI